تالیف

امام عبدالرحمن بن ابی الحسن علی محمد الجوزی البغدادی

مترجم

علامہ شوکت علی چشتی
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

تالیف

امام عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی محمد الجوزی البغدادی

مترجم

علامہ شوکت علی چشتی

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	النبی الاطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تالیف	امام عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی محمد الجوزی البغدادی
مترجم	علامہ شوکت علی چشتی، فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ
زیراہتمام	ادارہ ضیاءالمصنفین، بھیرہ شریف
ناشر	محمد حفیظ البرکات شاہ
	ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2012ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	ST43
قیمت	-/75 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ فون:37221953 فیکس:۔042-37238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون:37247350 فیکس:37225085

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-32212011-32630411۔ فیکس:۔021-32210212

e-mail:- info@zia-ul-quran.com

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست

Marfat.com

ہجر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آنسوؤں کی لڑیاں پرونے والے، دردِ فراق سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے والے اپنی شب کی تنہائیوں کو آہوں سے آباد رکھنے والے، جب آئینہ دل کو ہر قسم کے غبار اور کدورتوں سے صاف وشفاف کر لیتے ہیں تو محبوب کا عکس جمیل قلب جمیل کی بے تابیوں کو دلاسہ دینے کے لئے تجلی فرماتا ہے اس وقت نقاب الٹ دیئے جاتے ہیں۔ مغائرت ختم ہو جاتی ہے، مسافتوں کی دوریاں سمٹ جاتی ہیں۔ محبوب کریم کی بارگاہ رحمت سے لطف واحسان کے موتی لٹائے جاتے ہیں۔ معرفت وحکمت کے سدا بہار پھولوں سے ان کا دامن بھر دیا جاتا ہے اور جب ان کا قلم صفحۂ قرطاس پر رقمطراز ہوتا ہے تو بارگاہ حسن سے مضامین کا القا ہونے لگتا ہے۔ اس شراب طہور کی تقسیم کے لئے الفاظ کے جام و سبو بھی مخزن رحمت سے مہیا کئے جاتے ہیں۔

یہ الفاظ علم وحکمت کے شناور اور دولت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاسم کے ہیں۔ جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ ''ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' میں اس خوبصورتی کے ساتھ کیا ہے کہ واقعتا یہ الفاظ حرف بحرف صحیح نظر آتے ہیں۔ میری مراد حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ ان الفاظ سے جہاں سیرت طیبہ کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے وہاں ایک سیرت نگار کا مقام ومرتبہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔ سیرت نگاری اب ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور علم حدیث، علم سیرت طیبہ کا بنیادی اور قابل اعتماد ماخذ ہے۔ جس طرح دیگر علوم وفنون حدیث طیبہ کے زیر سایہ پروان چڑھ کر مستقل علوم کی شکل اختیار کرتے گئے اور ان کا الگ تشخص بنتا چلا گیا اسی طرح فن سیرت بھی جن کا آغاز فن مغازی سے ہوا ایک باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

زیر نظر کتاب بھی امام ابوالفراج عبدالرحمٰن بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جس میں انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت رکھنے والی اشخاص واشیاء کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن جوزی حنبلی مذہب کے مشہور فقیہہ، بہت سی تصانیف کے مؤلف اور عرب کے واعظ تھے۔ جن کا سلسلہ نسب پندرہ پشتوں کے بعد حضرت سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ تین سال کی عمر میں والد کا انتقال ہوگیا۔ والدہ نے تعلیم و تربیت کی۔ آپ تیز فہم شخص تھے۔ اپنے مواعظ کی بدولت جن میں ان کی فصاحت و بلاغت اور ان کے علم نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ بڑی شہرت پائی خلیفہ وقت ان کے مواعظ میں حاضر ہوتے۔ پانچ ہزار سے دس ہزار تک لوگ تو ان کے درس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور وعظ کی محفلوں میں ایک لاکھ کا مجمع ہو جاتا تھا۔

مواعظ اس قدر پر از اثر ہوتے کہ ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے ان کے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی اور کئی لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ علامہ ابن جوزی خود اپنے مواعظ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

ولقد تاب علی یدی فی مجالس الذکر اکثر من مائتی الف و اسلم علی یدی اکثر من مائتی نفس و کم سالت عین متجبر بوعظی لم لکن تسیل (الوفاء باحوال المصطفیٰ، مقدمہ)

تصنیف و تالیف سے بھی ابن جوزی کو غیر معمولی شغف تھا وہ جس روانی سے وعظ کہتے تھے ایسی ہی تیزی سے لکھتے بھی تھے۔ خود کہتے ہیں کہ انہوں نے تین سو کتابیں تصنیف کیں جن میں سے بعض کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں اسی لئے کثرت تالیفات کی بناء پر بھی آپ کی خاصی شہرت ہے۔

زیر نظر رسالہ علامہ ابن جوزی کی کتاب ہی کا حصہ ہے۔ جو انتہائی معلوماتی نوعیت کا ہے۔ میں نے قارئین کی سہولت کے پیش نظر مستند کتب سے مزید حواشی تحریر کر دیئے ہیں۔ جن کی وجہ سے افادہ مزید آسان ہوگیا ہے۔ میں شکر گزار ہوں ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے مینجر الحاج صاحبزادہ محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب اور استاذی المکرّم ملک محمد بوستان صاحب کا جن کے سبب سے یہ سعادت بھری معلومات قارئین تک پہنچانے کی سعادت میرے حصے میں آئی۔

محتاج کرم
ملک شوکت علی چشتی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولادت مبارکہ

اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ عام الفیل کے ماہ ربیع الاول میں سوموار کے دن اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے اور اس میں چار قول ہیں۔

1۔ 2 ربیع الاول 2۔ 8 ربیع الاول

3۔ 10 ربیع الاول 4۔ 12 ربیع الاول(1)

(آخری قول) اہل اسلام میں یہی معروف ہے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پچیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اس وقت آپ ﷺ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے۔ دوسرے قول کے مطابق آپ کے وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک دو ماہ تھی، تیسرے قول کے مطابق سات ماہ اور چوتھے قول کے مطابق دو سال چار ماہ تھی۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ترکہ ایک باندی ام ایمن رضی اللہ عنہا، پانچ اونٹ اور ایک ریوڑ تھا جن کے وارث نبی کریم ﷺ بنے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے پرورش کی خدمت سرانجام دی۔

نسب شریف

حضرت ابوالقاسم محمد ﷺ بن عبداللہ (2) بن عبدالمطلب (3) بن ہاشم (4) بن

1۔ حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد ضیاء النبی ﷺ میں رقم فرمایا۔

''کہ حضور پاک صاحب لولاک محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول عام الفیل پیر کے دن صبح کے وقت اس جہان ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے''۔ (ضیاء النبی ج ۲ ص ۳۹)

2۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ، حضرت عبدالمطلب کے پیارے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت (بقیہ اگلا صفحہ پر)

Marfat.com

عبدالمناف(5) بن قصی (6) بن کلاب(7) بن مرہ(8) بن کعب(9) بن لؤی(10) بن

عفیف اور پاکدامن تھے۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا نور آپ کی جبین سے چمکتا تھا۔ آپ کی شادی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، شادی کے بعد کچھ عرصہ مکہ میں رہے پھر بغرض تجارت شام گئے جب لوٹے تو ان کا گزر یثرب سے ہوا چند روز کے لئے اپنے والد حضرت عبدالمطلب کے ننہال میں قیام کیا اسی اثناء میں بیمار ہو گئے۔ آپ کے دوسرے ساتھیوں نے چند روز انتظار کیا لیکن جب آپ کی طبیعت نہ سنبھلی تو وہ مکہ روانہ ہو گئے۔ آپ کی طبیعت بگڑتی چلی گئی یہاں تک کہ آپ نے یثرب میں ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔ (ضیاء النبی ۲/ ۷۵)

3۔حضرت عبدالمطلب: آپ کے والد کا نام ہاشم اور والدہ کا نام سلمٰی تھا جو کہ بنی نجار خاندان کے رئیس عمرو بن لبید کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا اصلی نام شیبہ تھا۔ آپ کی عمر وصال کے وقت ایک سو چالیس سال اور دوسری روایت کے مطابق ایک سو دس سال تھی آپ کو حجون میں اپنے جداعلیٰ قصی کی قبر کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔ (ضیاء النبی ۲/ ۹۸ بحوالہ السیرۃ النبویہ ابن کثیر۔۱/ ۲۴۱)

4۔ہاشم: حضرت ہاشم کا نام عمرو یا عمر تھا۔ حضرت عبدالمطلب کے ایک شعر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو سید البطحاء بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت ہاشم پچیس سال کی عمر میں شام گئے وہیں بیمار ہوئے اور وفات پائی آپ کا مزار غزہ شہر میں ہے۔ (ضیاء النبی ۱/ ۴۴۵)

5۔عبدمناف: ان کا نام مغیرہ تھا ان کے حسن و جمال کی وجہ سے انھیں قمر البطحاء (بطحا کا چاند) کہا جاتا تھا۔ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کان یبغض الاصنام و کان یلوح علیہ نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ بتوں سے بغض رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کے چہرے پر چمکتا تھا۔
(ضیاء النبی ﷺ بحوالہ بلوغ الارب ۲/ ۲۸۴)

6۔قصی: ان کا نام زید تھا اور کنیت ابومغیرہ تھی۔ ۴۰۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ یہ قبیلہ قریش کے عالم تھے اور ان کو راہ راست پر ثابت قدمی سے چلتے رہنے کی تاکید کرتے رہتے۔ بچپن میں اپنے خاندان سے دور رہنے کی وجہ سے قصی (دور افتادہ) کہلائے۔ کعب بن لؤی کی اولاد سے قصی پہلا شخص ہے جس کو حکومت ملی۔ قصی نے ایک عمارت تعمیر کی جس کا نام دارالندوہ رکھا گیا اس کا دروازہ حرم شریف میں کھلتا تھا۔ قصی اس میں بیٹھ کر قوم کے سارے مسائل باہمی مشورہ سے حل کرتے۔ (ماخوذ از ضیاء النبی ﷺ حصہ اوّل)

7۔کلاب: ان کی کنیت ابوزہرہ اور نام حکیم ہے اور بعض نے عروہ بتایا ہے ان کو کلاب کے لقب سے ملقب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کتوں کے ساتھ بکثرت شکار کیا کرتے تھے اور حضرت سیدہ آمنہ کے تیسرے دادا تھے۔ یہاں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ کا نسب جمع ہو جاتا ہے اور مشہور ہے کہ عربی مہینوں کے موجودہ نام انھوں نے تجویز کئے تھے۔ (ضیاء النبی ۱/ ۴۲۱ بحوالہ محمد رسول اللہ ص ۱۱)

8۔مرہ: ان کی کنیت ابویقظہ تھی۔ یہ حضور ﷺ کے نسب میں چھٹے دادا ہیں اسی طرح حضرت صدیق اکبر کے بھی چھٹے دادا ہیں حضرت صدیق کا سلسلہ نسب یہاں آ کر حضور ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ (ضیاء النبی ۱/ ۴۲۰ بحوالہ محمد رسول اللہ ص ۱۱) (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غالب(11) بن فہر(12) بن مالک(13) بن نضر (14) بن کنانہ(15) بن خزیمہ (16) بن

9۔کعب: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجداد کرام میں سے کعب کی شخصیت بڑی ممتاز تھی۔کعب کی اہل عرب کے نزدیک بڑی قدر ومنزلت تھی اہل عرب نے اپنی تاریخ کا آغاز ان کے یوم وفات سے کیا عام فیل تک یہی سن تاریخ استعمال کرتے رہے۔عام الفیل کے بعد اس واقعہ سے اہل عرب نے تاریخ کا کام لینا شروع کیا۔وہ حج کے دنوں میں لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے اور آپ کا خطبہ مشہور ہے اس خطبہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی بعثت کے بارے میں بھی لوگوں کو آگاہ کیا کرتے تھے۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۹ بحوالہ الکامل لابن اثیر ۲/۲۵)

انہی پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آپ ﷺ کے ساتھ ملتا ہے۔

10۔لوی: ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت یخلد بن نضر بن کنانہ تھا۔یہ قریش میں پہلی عاتکہ ہیں لوی کو اللہ تعالیٰ نے حلم اور حکمت کی صفات سے نوازا تھا بچپن میں ہی ایسے جملے آپ کی زبان سے نکلتے تھے جو ضرب المثل بن جایا کرتے تھے۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۶ بحوالہ سبل الہدیٰ والرشاد ۱/۳۳۰)

11۔غالب: ان کی کنیت ابو تیم تھی ان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام لوی اور دوسرے کا تیم۔بنو تیم کے قبیلہ کے جد اعلیٰ یہی تیم ہیں جو غالب کے لڑکے تھے۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۶)

12۔فہر: نام فہر اور جماع قریش کے لقب سے مشہور تھے اپنے زمانہ میں وہ اہل مکہ اور ارد گرد بسنے والے قبائل کے رئیس تھے۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۵)

13۔مالک: ان کی والدہ کا نام عاتکہ تھا اور ان کا لقب عکرشہ تھا۔یہ عرب کے مالک ہونے کی وجہ سے مالک کہلائے۔

14۔نضر: ان کا نام قیس تھا اور اپنے چہرے کی دمک اور حسن وجمال کی وجہ سے یہ نضر کے لقب سے مشہور ہوئے ان کی والدہ کا نام برہ بنت مر بن اد بن طانجہ تھا۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۲)

15۔کنانہ: امام محمد بن یوسف ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ کنانہ کا معنی ترکش ہے جس طرح ترکش تیروں کو اپنے اندر چھپالیتا ہے اسی طرح انھوں نے بھی اپنی قوم کو اپنے جود وکرم کے دامن سے چھپالیا تھا اس لئے ان کا نام مشہور ہوا۔ان کی کنیت ابوالنضر تھی" آپ نے نبی کریم کے ظہور کی خوشخبری دی۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۱)

16۔خزیمہ: ان کی والدہ کا نام سلمیٰ بنت اسلم تھا ان کے سگے بھائی کا نام ہذیل تھا۔سبل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ خزیمہ کی وفات ملت ابراہیمی پر ہوئی۔(ضیاء النبی ۱/۴۱۰)

17۔مدرکہ: ان کا اصلی نام عمرو تھا۔ایک روز عمرو اور عامر جنگل میں اونٹ چرا رہے تھے کہ انہیں شکار مل گیا وہ اسے پکانے میں مصروف ہوگئے اچانک ایک خرگوش کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اونٹ ڈر کر بھاگ گئے۔عامر نے شکار پکانے کی حامی بھری اور عمرو نے اونٹوں کو پیچھے سے جاکر پکڑا۔واپسی پر اپنے والد کو واقعہ سنایا تو انہوں نے عمرو کو کہا" انت مدرکہ" اور عامر کو کہا" انت طابخہ" دونوں انہیں ناموں سے مشہور ہوئے۔ماخوذ از ضیاء النبی جلد اوّل

18۔الیاس: یہ قبائل عرب کے سربراہ اور سردار تھے اہل عرب انہیں سید العشیرہ کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے۔سب سے پہلے قربانی کا جانور لے کر بیت اللہ شریف جانے والے یہی ہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مدرکہ (17) بن الیاس (18) بن مضر (19) بن نزار (20) بن معد (21) بن عدنان (22) رضی اللہ عنہم اجمعین

حضرت عدنان رضی اللہ عنہ حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد سے تھے۔ حضرت عدنان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیان اسماء میں علماء نسب کا اختلاف ہے۔ بہت سے اسماء ہیں غلطی یا اختلاف مروی ہے اس سلسلہ میں سب سے معتبر روایت وہ ہے جسے میں نے ابو محمد بن سمرقندی حافظ کی تحریر سے نقل کیا ان کا کہنا ہے

حدیث شریف میں ہے۔ ''الیاس کو برا بھلامت کہو وہ مومن تھے۔ عرب میں ان کی مثال ایسی تھی جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں''۔ (ضیاء النبی ۱/۴۰۸)

19۔مضر: یہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے دلوں کو اپنا شیدائی بنالیتے تھے جو شخص بھی ان کو دیکھتا تھا ان پر فریفتہ ہو جایا کرتا تھا۔ کیونکہ ان کے چہرے پر بھی نور مصطفوی کے جلوے ضوفشاں ہوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمالی صورت کے ساتھ لحن داؤدی سے بھی نوازا تھا حدی کا آغاز انھوں نے ہی کیا۔
(ضیاء النبی ۱/۴۰۶ بحوالہ السیرۃ النبویہ از احمد بن زینی دحلان ص ۲۰)

20۔نزار: یہ معد کے بیٹے تھے جب یہ پیدا ہوئے تو ان کی آنکھوں کے درمیان نور محمدی چمک رہا تھا جسے دیکھ کر ان کے والد کی مسرت کی انتہا نہ رہی اس نعمت کے نصیب ہونے پر شکر الٰہی بجالاتے ہوئے انھوں نے بہت سے اونٹ ذبح کیے اور دعوت کی اس کے بعد ان کے والد نے کہا۔

''وَقَالَ اِنَّ هٰذَا كُلَّهُ نَزْرٌ لِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ''

جتنا میں نے کثیر صدقہ کیا ہے یہ اس نونہال کے یمن و برکت کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے۔

محمد رضا مصری اپنی کتاب محمد رسول اللہ میں لکھتے ہیں کہ آپ اپنے زمانہ میں تمام لوگوں سے حسین و جمیل تھے اور عقل و فہم میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ (ضیاء النبی ۱/۴۰۴)

21۔معد: یہ عدنان کے صاحبزادے تھے جب بخت نصر نے عربوں پر یلغار کی تو اللہ تعالیٰ نے دو نبیوں ''ارسیاہ اور برخیا'' کو بذریعہ وحی معد کو وہاں سے نکالنے کا حکم دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ (ماخوذ از ضیاء النبی جلد اوّل)

22۔عدنان: علامہ احمد بن زینی دحلان لکھتے ہیں کہ عدنان پہلے شخص ہیں جنہوں نے بیت اللہ شریف کو غلاف پہنایا اور یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کا نام عدنان اس لیے مشہور ہوا کہ یہ عدن سے مشتق ہے جس کا معنی قائم اور باقی رہنا ہے۔ کیونکہ شیاطین جن و انس کے شر سے ان کو محفوظ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کر دیئے تھے اس لئے یہ عدنان کے نام سے مشہور ہوئے۔
(ضیاء النبی ۱/۴۰۱ بحوالہ السیرۃ النبویہ احمد بن زینی دحلان ص ۲۶)

کہ میں نے علی بن عبید کوفی کی تحریر سے نقل کیا ہے جو ثعلب محمد بن عبداللہ کے مصاحب تھے۔ انہوں نے عدنان کے بعد اسماء کو اس طرح ذکر کیا۔

عدنان (23) بن اود بن بعدد بن المقوم بن الیسع بن بنت بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن رباح بن ناحور بن شاروح بن ارعو بن فالغ بن طاہر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ بن برہ بن مہلاییل بن قینن بن انوس بن شیس بن آدم علیہ السلام۔

اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابوالحسین بن فارس بغوی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے درج ذیل تئیس اسماء مبارکہ ہیں (24)۔

محمد۔ احمد۔ ماحی۔ حاشر۔ عاقب۔ مقفی۔ نبی الرحمۃ۔ نبی التوبۃ۔ نبی الملاحم۔ شاہد۔ مبشر۔

23۔ عدنان اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے درمیان شجرہ نسب کو سرکار دو عالم ﷺ نے خود بیان فرمایا ہے اس کی صحت کے بارے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے جبکہ حضرت اسماعیل اور عدنان کے درمیان جتنی پشتیں ہیں ان کے بارے میں کوئی ایسی معلومات نہیں ہیں جن کی صداقت پر اعتماد کیا جا سکے۔

24۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہ تَعَالٰی تِسۡعَۃِ وَ تِسۡعِیۡنَ اَسۡمَاءِ مَنۡ اَحۡصَاھَا دَخَلَ الۡجَنَّۃَ (بخاری ومسلم)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ننانوے مبارک اسماء ہیں جو آدمی انہیں پڑھے گا اسے وہ جنت میں داخل فرمائے گا اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات کے ذکر اور مطالعہ سے انسان کو وہ روحانیت نصیب ہوتی ہے کہ شیطان کا کوئی ہتھکنڈہ کامیاب نہیں ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسماء وصفات ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید، تورات، انجیل اور زبور میں فرمایا۔ ان کا مطالعہ بھی انسان کی روحانی بالیدگی اور اخروی کامیابی کا ضامن ہے اور وظائف کی کتب میں اسماء الحسنیٰ کے ساتھ ساتھ اسماء النبی ﷺ کے وظیفہ کا بھی ایک خاص مقام ہے۔ نبی کریم ﷺ کے متعدد اسماء ہیں جو قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ میں مذکور ہیں اس کے علاوہ آپ ﷺ نے احادیث متعدد طیبہ میں بھی متعدد اسماء کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بما الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ" (بخاری مسلم) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نذیر۔ ضحوک۔ قتال۔ متوکل۔ فاتح۔ امین۔ خاتم۔ مصطفیٰ۔ رسول۔ نبی۔ امی۔ قثم۔

میرے متعدد اسماء ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مٹایا، میں حاشر ہوں جس کے قدموں میں لوگوں کو اٹھایا جائیگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد نبی نہ ہو۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں چار سو تین کے قریب اسماء درج فرمائے ہیں اسی طرح علامہ زرقانی نے علامہ شامی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ" نبی پاک ﷺ کے ہزار ہا اسماء گرامی میں سے پانچ سو پر میں مطلع ہوا اگرچہ ان میں سے بہت سے اسماء میں بحث ہے" صاحب مطالع المسرات نے ارشاد فرمایا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے دو ہزار بیس اسماء گرامی ہیں۔ یہ اسماء مبارکہ اپنے اندر کس قدر معانی اور فیوضات و برکات رکھتے ہیں ان کا صحیح اور کامل علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ان کا احاطہ انسان کے بس کی بات نہیں تاہم مصنف نے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تیئس اسماء مبارکہ کا ذکر کیا ان کے مختصر معانی اور جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ محمد ﷺ: علامہ امام سہیلی الروض الانف میں اسم محمد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْداً بَعْدَ حَمْدٍ۔ وہ ذات جن کی مسلسل تعریف کی جائے۔

وقال اهل اللغة كل جامع بصفات الخير يُسمّى محمداً۔

یعنی جو ہستی تمام صفات خیر کی جامع ہو اسے محمد ﷺ کہتے ہیں۔

2۔ احمد ﷺ: احمد الحامدین لربہ۔ اپنے رب کی سب سے بڑھ کر تعریف کرنے والا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خوشخبری دی تو آپ ﷺ کے اس اسم گرامی کو ذکر کیا۔

مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ

اور خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔

3۔ ماحی ﷺ (مٹانے والا): سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ "انا الماحی الذی یمحوا اللہ بی الکفر" کہ میں ماحی ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفر کو مٹایا۔

4۔ حاشر ﷺ (جمع کرنے والا) (مردوں کو اٹھانے والا): سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔،، انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی،، میں حاشر ہوں جس کے قدموں میں لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔

5۔ عاقب ﷺ (پیچھے آنے والا): اس کے معنی کی وضاحت خود نبی کریم ﷺ نے فرمادی۔ ارشاد گرامی ہے۔

"انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی"

میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد نبی نہ ہو۔

6۔ مقفی ﷺ (پیچھے آنے والا): انبیاء میں بعثت کے اعتبار سے بعد میں تشریف لائے۔

7۔ نبی الرحمۃ ﷺ (رحمت کے نبی): ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۝ ۔ ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

8۔ نبی التوبۃ ﷺ (در توبہ کھولنے والے نبی): اللہ جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور اگر یہ لوگ ظلم کر بیٹھتے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لیے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

9۔ نبی الملاحم ﷺ (جنگوں کے پیغامبر): ملاحم۔ ملحمۃ کی جمع ہے اور معنی ہے شدید جنگ کا موقع اعلان کلمۃ اللہ کی خاطر سرکار دو عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں 27 غزوات اور 56 سرایا وقوع پذیر ہوئے۔

10۔ شاھد ﷺ (گواہی دینے والے): ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اور رسول ﷺ تم (سب) پر گواہ ہونگے۔

11۔ مبشر ﷺ (مژدہ سنانے والے): ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا بے شک ہم نے آپ کو گواہ اور خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا۔ آپ نے اپنے صحابہ اور اہل ایمان کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی خوشخبریاں سنائیں۔

12۔ نذیر ﷺ (بروقت متنبہ کرنے والے):

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿﴾

بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ آپ نے کائنات کو عذاب قبر اور عذاب آخرت سے بروقت متنبہ فرمایا۔

13۔ ضحاک ﷺ (ہنسنے والے) (ہنس مکھ): آپ کی یہ صفت تورات میں مذکور ہے۔ بقول ابن فارس آپ کے بہترین مزاج فرمانے کی وجہ سے آپ کو ضحوک کہا جاتا ہے۔ بعض کتابوں میں ضحاک مذکور ہے۔

14۔ قتال ﷺ (جنگجو۔ بہادر): ارشاد باری تعالیٰ ہے فقاتل فی سبیل اللہ۔'' تو اے محبوب جہاد کرو اللہ کی راہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے '' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جب تک لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار نہ کرلیں میں ان سے جنگ کرتا رہوں۔

15۔ متوکل ﷺ (اللہ پر بھروسہ کرنے والے): اپنے عزیز اور رشتہ دار بھی مخالف تھے مگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی توحید کا فریضہ بڑی قوت سے سرانجام دیا۔ اور اللہ نے بھی فرمایا '' حسبك اللہ '' آپ کو اللہ کافی ہے۔

16۔ فاتح ﷺ (در رحمت کے کھولنے والے): آپ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے در بھی کھولے اور مختصر عرصہ میں عظیم الشان فتوحات بھی فرمائیں اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿﴾ بے شک ہم نے آپ کو فتح عطا مبین فرمائی۔

17۔ امین ﷺ (امانت دار): اپنے اعلان نبوت سے قبل لوگوں کو جمع کر کے اپنے بارے پوچھا تو لوگوں نے بیک زبان کہا۔ انت صادق الوعد وانت الامین۔ کہ آپ وعدہ کے سچے اور امین ہیں۔

18۔ خاتم ﷺ (آخری نبی): ترمذی شریف کی حدیث طیبہ ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی دادیاں

آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام عاتکہ بنت ابی وہب بن عمر بن عائذ ہے۔ جو قبیلہ بن مخزوم سے تھیں۔

المعارف میں ابن قتیبہ نے لکھا ہے۔

"عاتکہ کا نام فاطمہ بنت عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم ہے۔ فاطمہ کی والدہ صخرہ بنت عبد بن عمران ہے اور صخرہ کی والدہ تخمر بنت عبد بن قصی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی امہات میں عاتکہ نامی کئی عورتیں ہونے کی وجہ سے آپ کا ارشاد مبارک ہے۔

انا ابن العواتك(25) "میں کئی عاتکہ نامی عورتوں کا بیٹا ہوں"۔

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مجھ پر نبوت و رسالت ختم ہوگئی میرے بعد اب نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔ (ترمذی)

19۔ مصطفیٰ ﷺ (چنے ہوئے): نبوت و رسالت محنت' عبادت' تقویٰ اور ریاضت سے نہیں ملتی بلکہ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ ۔ اللہ چن لیتا ہے فرشتوں سے پیغام دینے والے اور انسانوں سے۔

20۔ رسول ﷺ (اللہ کے فرستادہ): قرآن مقدس میں آپ نے اعلان فرمایا: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں۔

21۔ نبی ﷺ (غیب دان): ارشاد باری تعالیٰ ہے"یا ایھا النبی "اے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سر پر نبوت کا تاج سجایا

22۔ امی ﷺ (امی): آپ نے کسی استاد سے علم حاصل نہیں کیا اس اعتبار سے آپ "امی" ٹھہرے۔

23۔ قثم ﷺ (عطا کرنے والے۔ بھلائی اور خیر کے جامع): آپ ﷺ کا ارشاد ہے واللہ یعطی وانما انا قاسم اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ آپ کی سخاوت اور جود و کرم کی وجہ سے آپ کو قثم کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ آپ بھلائی اور خیر کے جامع ہیں اس اعتبار سے بھی قثم کہلائے۔

25۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک میں عاتکہ نامی عورتوں کی تعداد تیرہ ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی' جامع صغیر' میں موجود ہے۔ جامع صغیر جلد اوّل صفحہ 184

لغوی تشریح: عواتک عاتکہ کی جمع ہے۔ عتک کا معنی ہے لڑائی میں حملہ کرنا

عتک القوس: کمان کا پرانی ہونے کی وجہ سے سرخ ہونا۔ اس کی صفت "عاتکہ" ہے۔

عاتکہ، شراب، صاف، شراب نیز سرخ۔ (المنجد)

طبقات ابن سعد میں ہے کہ عاتکہ کلام عرب میں ایسی عورت کو کہتے ہیں جو پاک و طاہر ہو۔

آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کا اسم گرامی عامر تھا۔ابن قتیبہ کی کتاب المعارف میں اسی طرح درج ہے۔ابو حاتم کے قول کی رو سے آپ کا نام شیبہ تھا کیونکہ آپ کے سر مین سفید بال تھے حضرت عبدالمطلب کی پانچ بیویاں تھیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔نتیلہ (26) ۲۔ہالہ ۳۔فاطمہ ۴۔سمراء ۵۔لبنٰی

ان میں سے ہر ایک سے ان کی اولاد ہوئی۔فاطمہ سے آٹھ بچے، ہالہ سے چار، نتیلہ سے دو، سمراء سے ایک اور لبنٰی سے ایک انکی تفصیل یہ ہے۔

۱۔نتیلہ بنت خباب

جن کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہے دو بیٹے عباس اور ضرار۔

ہالہ بنت اہیب (27)

ہالہ بنت اہیب سے حمزہ، مقوم، حجل اور صفیہ۔

۳۔فاطمہ بنت عمر بن عائذ

فاطمہ بنت عمر بن عائذ سے حضرت رسول کریم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابوطالب، زبیر، ام حکیم البیضاء، عاتکہ، امیمہ ارذی اور برّہ۔

۴۔سمرا بنت جندب بن صخر

ان سے حارث

۵۔لبنٰی بنت ہاجر

لبنٰی بنت ہاجر سے ابولہب۔

حضرت عبدالمطلب کی ماں سلمٰی بنت عمرو قبیلہ بنی نجار سے ہیں۔اور بنی نجار بنی خزرج سے ہے۔اس اعتبار سے آپ خزرجیہ ہیں اس قبیلہ کا اصل وطن ملک یمن کے علاقہ سبا میں تھا۔ حضرت سلمٰی کی والدہ عمیرہ بنت صخر بن مازن ہے اور آپ کی نانی بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔

26۔نتیلہ۔ن کے ضمہ اور ت کے فتحہ کے ساتھ تصغیر کا صیغہ ان کا نسب اس طرح ہے۔''نتیلہ بنت کلیب بن مالک بن جناب'' متن میں ان کی نسبت دادا کی طرف ہے۔

27۔ہالہ بنت وہب بعض لوگوں نے ذکر کیا یعنی اُہیب'' کے بدلے وہب ہے۔

نبی کریم ﷺ کے اجداد سے ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ان کا نام عمرو تھا ان کی ماں عاتکہ بنت مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان ہیں جو بنی سلیم کی نسبت سے سلیمیہ ہیں۔

عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی ، اور قمر البطحاء لقب ہے ان کی ماں حبی بنت حلیل خزاعیہ ہیں۔خانہ کعبہ کی چابی انہی حلیل خزاعی کے پاس تھی۔ان سے قصی بن کلاب نے لے لی۔

لقمان کلاب کا نام زید تھا اور مجمع کہلاتے تھے کیونکہ وہ قریش کے تمام قبائل کو جمع کر کے مکہ میں لائے۔قصی تصغیر کا صیغہ ہے اور بعید کے معنی میں ہے۔اس نام سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کی والدہ فاطمہ آپ کو قضاعہ کے علاقہ میں لے گئیں تو آپ اپنے خاندان سے دور ہو گئے۔حضرت قصی کی والدہ فاطمہ بنت سعد ہے ان کا قبیلہ ازدالبرا ہے اس لیے آپ کو ازدیہ کہا جاتا ہے۔حضرت کلاب کی والدہ کا نام وہنہ ہے۔تاریخ ابی حاتم اور ابن قتیبہ میں ان کا نام نعیم بنت سریر کنانیہ مذکور ہے۔

مرۃ کی والدہ کا نام وحشیہ بنت شیبان فہریہ ہے جیسا کہ المعارف میں ہے۔

کعب کی ماں سلمیٰ بنت محارب ہیں جس طرح کہ المعارف میں ہے۔

لوی کی والدہ سلمیٰ بنت عمر بن عامر کنانیہ ہے لیکن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کے نزدیک ان کا نام وحشیہ بنت مدلج ہے۔

غالب کی والدہ کا نام عاتکہ ہذلیہ ہے ابی حاتم اور ابن قتیبہ نے ان کا نام سلمیٰ بنت سعد لکھا ہے۔

قمر کی والدہ کا نام جندلہ بنت حارس جرہمی ہے مالک کی ماں عکرشہ قیسیہ ہیں۔ابی حاتم اور ابن قتیبہ کے نزدیک ان کا نام ہند بنت اعوان بن عمرو ہے اور یہ قیس علان کی اولاد سے تھیں۔

نضر کی والدہ برہ مریہ ہیں اور ابی حاتم کے قول کے مطابق ان کا نام فکہیہ ہے۔"یہ ان کے والد کنانہ کی بیوی تھیں، باپ کے بعد آپ کے عقد میں آئیں (28)۔

28۔ نضر کی والدہ برہ مریہ کے بارے میں ایک غلط بات مشہور ہو گئی ہے کہ ان کی والدہ برہ بنت مر پہلے ان کے دادا خزیمہ کی منکوحہ تھیں۔خزیمہ کی وفات کے بعد ان کے والد کنانہ نے عرب کے رواج کے مطابق ان سے شادی کر لی جس کے نتیجہ میں نضر کی ولادت ہوئی۔جبکہ مصنف نے ان کو نضر کی بیوی قرار دیا۔اس کی وضاحت کے لئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کنانہ کی والدہ عوانہ ہیں دوسرے قول کے مطابق ان کا نام ہند ہے۔

خزیمہ کی ماں سلمٰہ بنت سعد بن قیس ہے۔

مدرکہ کی والدہ خندف ہیں ان کا نام لیلیٰ ہے۔

الیاس کی ماں ابابہ ہیں۔

مضر کی ماں سودہ ہیں۔

نزار کی والدہ معانہ ہیں۔

سعد کی ماں مہرہ ہیں طبری میں ان کا نام مہد و مذکور ہے۔اور عدنان کی والدہ بلہا ہیں۔

بیہقی کی کتاب الدلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ

خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتھیت الی ابی وامی فانا خیر کن نسباً و خیر کم اباً۔

حضرت آدم علیہ السلام سے میرے ماں باپ تک میں نکاح سے پیدا ہوا نہ کہ زنا سے تو میں تم سے نسب اور آباء کے لحاظ سے بہتر ہوں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ''ضیاء النبی'' صلی اللہ علیہ وسلم میں رقم ابوعثمان الجاحظ کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ جس سے حقیقت حال واضح ہو جائے گی۔

کنانہ کے والد خزیمہ کا جب انتقال ہوا تو زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق انہوں نے اپنے باپ کی بیوہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا لیکن وہ جلد ہی فوت ہو گئیں۔ ان کے شکم سے نہ کوئی بیٹا پیدا ہوا نہ کوئی بیٹی پیدا ہوئی اس کے بعد کنانہ نے اپنی پہلی بیوی کے بھائی کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا جس کا نام برہ بنت مر بن اُد بن طانجہ ہے ان کے شکم سے کنانہ کے فرزند نضر پیدا ہوئے بہت سے لوگوں نے جب یہ سنا کہ کنانہ نے اپنے باپ کی بیوہ کو اپنی زوجیت میں لیا ہے تو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ کنانہ نے اپنے باپ کی بیوہ کو زوجیت میں لے لیا اور اس کے شکم سے نضر پیدا ہوا، اور اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ دونوں بیویوں کے نام بھی ایک تھے اور ان کا باہمی رشتہ بھی بہت نزدیک کا تھا لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے نسب پاک پر ناپسندیدہ اور مبغوض داغ لگائیں حالانکہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں ابتداء سے آخر تک اسلامی نکاح کے مطابق ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتا رہا۔

(ضیاء النبی ۱ ر ۱۳ ۴ بحوالہ السیرۃ النبویہ از زینی دحلان)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نانیاں

مرۃ۔ام حبیب۔برۃ۔کلابہ۔ہند۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ مرۃ بنت عبدالعزی (29)، مرۃ کی والدہ ام حبیب بنت اسد (30)، ام حبیب کی والدہ برہ بنت عوف (31)، برہ کی والدہ قلابہ (32) اور قلابہ کی والدہ ہند بنت یربوع ہے۔

ابن ہشام اور ابن قتیبہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ کا نام برہ ہے نہ کہ مرۃ۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نانا وہب کی والدہ عاتکہ بنت الاوقص بن مرہ بن ہلال ہے۔ وہب کے والد ماجد عبد مناف (33) کی ماں کا نام زہرہ ہے ان کی اولاد ان کی طرف منسوب ہے نہ کہ باپ کی طرف کیونکہ ان کے باپ کا نام معلوم نہیں یاداشتوں میں والدہ کی جگہ ان کا ذکر ہے۔

حضرت قصی بن کلاب رضی اللہ عنہ کا بھائی زہرہ بن کلاب ہے ان دونوں کی والدہ فاطمہ بنت سعد (34) ہے جواز دالبراہ کے قبیلہ سے ہے۔

29۔ عبدالعزی بن عبدالدار بن قصی بن کلاب۔

کلاب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے تیسرے دادا ہیں۔ اور انہی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کا نسب جمع ہو جاتا ہے۔ (ضیاء النبی جلد اول)

30۔ اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب۔ (ابن ہشام)

31۔ عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب۔ کعب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا بھی ہیں۔

32۔ قلابہ بنت حرث بن مالک بن طابخہ۔

33۔ اصل نام مغیرہ بن قصی ہے۔

34۔ کلاب کی وفات کے بعد ربیعہ بن حرام بن ضبہ نے فاطمہ بنت سعد کے ساتھ نکاح کیا ان کے بطن سے ربیعہ کا بیٹا بھی پیدا ہوا جس کا نام رزاح بن ربیعہ تھا۔

رضاعی مائیں

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے قبل آپ ﷺ کو ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا (35) نے چند روز دودھ پلایا۔ آپ ﷺ سے قبل انہوں نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (36) اور آپ کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ بنت عبداللہ نے دودھ پلایا۔ دو سال چند مہینے دودھ پلانے کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔

ابن قتیبہ کے مطابق نبی اکرم ﷺ بنی سعد میں پانچ سال رہے۔ چھ سال کی عمر تک اپنی ماں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے وہ آپ ﷺ کو ہمراہ لے کر اپنے ننہال بنی عدی بن نجار سے ملنے مدینہ آئیں۔ اس سفر میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (37) بھی ساتھ تھیں۔ چند ماہ ٹھہرنے کے بعد آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس لوٹیں۔ ابواء کے مقام پر وصال ہوا۔ ان کا مزار پر انوار وہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہوا آپ ﷺ کی عمر مبارک چار سال تھی۔

والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو اپنی کفالت میں لیا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ابوطالب کو آپ کے بارے میں وصیت فرمائی نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت آٹھ برس دو ماہ اور دس دن تھی۔

35۔ ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی اس نے ہی سب سے پہلے ابولہب کو حضور ﷺ کی ولادت کا مژدہ سنایا اور اس نے اپنے متوفی بھائی حضرت عبداللہ کے ہاں بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں اسے آزاد کر دیا اپنے بھتیجے کی پیدائش پر اس نے جو اظہار مسرت کیا اس کا صلہ چودہ صدیوں سے اسے مل رہا ہے۔ ہر سوموار کو اس ابدی جہنمی کو ٹھنڈا پانی بھی پینے کو مل جاتا ہے اور اس کے عذاب میں بھی اس روز کچھ تخفیف کر دی جاتی ہے اور تا روز حشر ایسا ہوتا رہے گا۔ (ضیاء النبی ۲ر ۶۴)

36۔ نبی کریم ﷺ کے پیارے چچا جو غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ اس اعتبار سے آپ کے رضاعی بھائی بھی ہوئے۔

37۔ آپ کی وہ کنیز ہیں جو آپ کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وراثت میں ملیں یہ آپ کی رضاعی ماں بھی بنیں۔

Marfat.com

جب آپ بارہ سال دو ماہ اور دس دن کے ہوئے تو آپ کے چچا ابو طالب تجارت کے لیے آپ کو ساتھ لے کر شام چلے گئے۔ آپ تیما نامی شہر میں اترے۔ بحیرہ راہب نامی ایک یہودی عالم نے آپ کو دیکھ کر ابو طالب سے پوچھا آپ کے ساتھ یہ لڑکا کون ہے؟ انہوں نے بتایا میرا بھتیجا ہے۔ راہب نے سوال کیا کہ آپ کو اس سے ہمدردی ہے؟

ابوطالب نے جواب دیا ''ہاں'' راہب کہنے لگا اگر آپ اسے شام لے گئے تو وہاں کے یہودی اسے ضرور قتل کر دیں گے۔ اس پر ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ واپس لے آئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

پچیس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت کی غرض سے لے کر گئے۔ اس کے دو ماہ بعد ان سے آپ کا نکاح ہوا۔ ابو طالب نکاح میں موجود تھے۔ ان کے ساتھ بنی ہاشم اور مضر قبیلہ کے سردار بھی تھے۔ ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا۔

ترجمہ:۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل، معدنی اصل اور مضر کی جڑ سے پیدا کیا۔ ہم کو اپنے نبی کی پرورش کرنے والا اور اپنے حرم کا محافظ بنایا۔ ہمارے لیے اس نے گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے، امن والا حرم بنایا اور ہمیں لوگوں پر حکمران بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد! میرا یہ بھتیجا محمد بن عبداللہ ایسی شان والا ہے۔ کہ ہر آدمی سے برتر ہے۔ اگرچہ مال اس کے پاس کم ہے کیونکہ مال ڈھلتا سایہ ہے اور یہی ایک امر حائل ہے اور محمد نے جس کے رشتہ داروں کو تم جانتے ہو خدیجہ بنت خویلد سے خواستگاری فرمائی ہے اس کو مال سے مہر دیا ہے جو کچھ نقد اور کچھ آجل۔ خدا کی قسم آپ مستقبل میں بڑی شان والے اور جلیل القدر ہوں گے۔

خطبہ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔

فصل

پینتیس سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی تعمیر میں شریک ہوئے قریش اس تعمیر میں آپ کو حکم بنانے پر رضامند ہو گئے۔

چالیس برس ایک دن کی عمر میں سوموار کے روز اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔آپ کی بعثت کے بیس روز بعد تک قریش ستارے ٹوٹتے دیکھتے رہے۔

بعثت کے بعد تین برس تک آپ ﷺ نے اپنے معاملے کو پوشیدہ رکھا اس کے بعد آپ کو اظہار کا حکم دیا گیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ(38)

سو آپ اعلان کر دیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک انچاس سال آٹھ ماہ اور گیارہ دن ہوئی تو آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے انتقال فرمایا اور ابو طالب کے انتقال کے تین یا پانچ دن بعد رمضان المبارک میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا راہی ملک عدم ہوئیں۔

اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تین ماہ بعد آپ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (39) کے ساتھ طائف تشریف لے گئے وہاں ایک ماہ ٹھہرنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مطعم بن عدی کے عہد امان میں ٹھہرے۔

پچاس سال تین ماہ کی عمر میں نبی کریم ﷺ کو معراج سے سرفراز فرمایا گیا۔

ترپن سال کی عمر میں آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔آپ ﷺ نے اس سے قبل ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت کا حکم دے رکھا تھا جس کی بنا پر انہوں نے گروہ در گروہ، ہجرت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہجرت فرمائی۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑا تا کہ لوگوں کی امانتوں کو جو آپ ﷺ کے پاس تھیں بحفاظت واپس کر دیں۔اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت فرمائی۔

38۔سورۃ الحجر آیت نمبر ۹۴

39۔نبی کریم ﷺ کے خادم تھے اور آپ نے ان کو متبنیٰ بنا رکھا تھا۔

چچا

ابن سائب کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے گیارہ چچا تھے۔ جن کے اسماء اس طرح ہیں۔

ا۔ حارث	۲۔ زبیر	۳۔ ابوطالب	۴۔ حمزہ
۵۔ ابولہب	۶۔ غیداق	۷۔ مقوم	۸۔ صفار
۹۔ عباس	۱۰۔ قثم	۱۱۔ حجل	

ابوسائب کے علاوہ دوسرے راویوں نے ان کی تعداد دس (40) بیان کی ہے۔ قثم کو شمار

40۔ ''ضیاء النبی'' میں حضرت ضیاالامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ نے کل تعداد دس رقم فرمائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بقول ابن ہشام حضرت عبدالمطلب کے ہاں پانچ بیویوں میں سے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ ''رحمۃ للعٰلمین'' میں پندرہ لڑکوں کا ذکر ہے اور فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ چھ بیویوں سے بارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

ا۔ حارث:۔ نبی کریم ﷺ کے یہ چچا حضرت عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؓ کی کنیت ابو الحارث ان کی وجہ سے ہے۔ یہ اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ ان کے چار بیٹوں کو صحابیت کا شرف نصیب ہوا، حضرت نوفل، حضرت عبداللہ، حضرت ربیعہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہم۔ ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت جندب جو کہ عمود نبوی میں جناب نضر کی نسل سے ہیں۔ ابن ہشام نے ان کا نام سمرہ بنت جندب واقدی نے صفیہ بنت جندب اور قاضی سلیمان منصور پوری نے صفیہ بنت حنیدب بیان کیا ہے۔

۲۔ زبیر:۔ سرکار دو عالم ﷺ کے یہ چچا، حضرت ابوطالب اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالمطلب کی زوجہ فاطمہ بنت عمرو کے بطن سے تھے۔ ان کے علاوہ عبدالکعبہ یا مقوم بھی انہی کے بطن سے تھے۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پانچ بہنیں فاطمہ بنت عمرو ہی کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آپ ﷺ کے یہ چچا بڑے بہادر اور انصاف پسند تھے۔ شاعر بھی تھے ان کے دو بیٹے عبداللہ اور طاہر تھے کنیت ابوطاہر تھی اور دو بیٹیاں تھیں۔ ضباعہ اور ام الحکم۔ (المعارف، خاندان مصطفیٰ ﷺ)

۳۔ حضرت ابوطالب:۔ نام عبدالمناف تھا۔ اصل نام پر کنیت ابوطالب غالب آ گئی۔ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد سرکار ﷺ کی پرورش کا فریضہ بھی انہوں نے ہی سرانجام دیا۔ مشہور ہے کہ حضرت ابوطالب اپنے اہل خانہ کے ساتھ جب کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھتے تو اس وقت تک کسی کو کھانا کھانے کی اجازت نہ دیتے جب تک ان کے محبوب بھتیجے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دسترخوان پر جلوہ گر ہو کر کھانا شروع نہ فرما دیتے۔

صاحب مدارج النبوۃ نے دس نبوی کو حضرت ابوطالب کا سن وفات بتایا ہے ''مواہب لدنیہ'' میں ہے کہ جب سرور کونین ﷺ کی عمر مبارک کے انچاس سال آٹھ ماہ اور گیارہ دن گزرے تو حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوطالب کے چار بیٹے حضرت طالب، حضرت عقیل، حضرت جعفر طیار اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور دو صاحبزادیاں حضرت ام ہانی اور حضرت جمانہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ ان میں سوائے طالب کے سب صحابہ ہیں ان کی زوجہ

نہیں کیا اور اس نے کہا کہ غیداق کا نام حجل تھا۔ زبیر بن عبدالمطلب کے لڑکے کو بھی حجل کہا جاتا تھا جس کا نام مقیرہ تھا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا مشرف باسلام تھیں۔

۴۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ:۔ آپ کی کنیت ابوعمارہ اور لقب سید الشہداء ہے۔ صاحب مدارج النبوۃ نے معجم بغوی،، کے حوالہ سے سرکار دو عالم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ذکر کیا ہے۔ '' مجھے قسم ہے اس خدائے ذوالجلال کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ساتوں آسمانوں میں لکھا ہوا ہے کہ حمزۃ اسد اللہ واسد رسولہ حمزہ اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نبی کریم ﷺ سے چچا ہونے کے علاوہ درج ذیل رشتے ہیں۔

۱۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں۔

۲۔ آپ کی والدہ ہالہ بنت وہب نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ اس نسبت سے آپ نبی کریم ﷺ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

۳۔ آپ کی زوجہ حضرت ام عمارہ زینب رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔ اس وجہ سے ہم زلف رسول (ﷺ) بھی ہوئے۔

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ انتہائی جرات مند اور بہادر تھے۔ غزوہ بدر میں مبارزت پر آپ، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم میدان میں نکلے اور آپ نے شیبہ کو واصل جہنم کیا۔

ہجرت کے تیسرے سال شوال المکرم میں میدان احد میں آپ کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ وحشی نے آپ کو شہید کیا اور ہند بنت عتبہ نے آپ کا کلیجہ چبایا بعد میں ان دونوں نے اسلام قبول کیا۔ سرکار نے ان کے اسلام کو تو قبول کرلیا لیکن سامنے آنے سے منع فرمایا دیا۔ آپ کو اور آپ کے بھانجے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک ہی قبر میں جبل احد کے دامن میں دفن کیا گیا آپ کا مزار آج بھی اہل محبت کا مرکز ہے۔

دو بیٹے عمارہ اور یعلیٰ جبکہ دو بیٹیاں ام الفضل اور امامہ تھیں۔

۵۔ ابولہب:۔ عبدالعزیٰ نام تھا جبکہ معروف ابولہب کے نام سے تھا۔ والدہ کا نام لبنیٰ بنت ہاجرہ ہے۔ اعلان نبوت سے پہلے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتا تھا مگر بعد میں سخت مخالف ہوا حتیٰ کہ قرآن مقدس میں اس کی مذمت میں پوری سورۃ تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ تبت ید ابی لھب نازل ہوئی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب ابولہب کو لونڈی ثویبہ یا ثویبہ نے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر دی تو اس نے اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشخبری سن کر لونڈی کو آزاد کردیا''۔

حضرت ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ نے '' ضیاء النبی جلد دوم'' میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے کہ اگرچہ ابولہب کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی مذمت میں پوری سورۃ نازل ہوئی لیکن میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اظہار مسرت کی برکت سے پیر کے روز سارے ہفتے کے مسلسل عذاب کے بعد اسے پانی کا گھونٹ پلایا جاتا ہے اور اس کے

پھوپھیاں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں۔

۱۔ام حکیم،ان کا نام بیضا تھا۔ ۲۔برہ ۳۔عاتکہ۔ ۴۔صفیہ

۵۔اروی ۶۔امیمہ

ان میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام میں اتفاق ہے۔عاتکہ اور اروی کے بارے میں محمد بن سعد نے کہا ہے کہ یہ دونوں مکہ مکرمہ میں ایمان لائیں اور مدینہ طیبہ ہجرت بھی کی۔دوسرے راوی کا قول ہے کہ ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی

عذاب میں بھی اس روز کمی ہوتی ہے۔

چہرے کے چمکدار ہونے کی وجہ سے ابولہب کہلایا۔ایک آنکھ سے بھینگا تھا۔اس کے بیٹوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم صاحبزادیوں کو طلاق دی۔بیوی کا نام ام جمیل اروی بنت حرب بن امیہ تھا جو ابوسفیان کی بہن تھی۔

۶۔غیداق:۔غیداق کا اصل نام مصعب تھا۔والدہ کا نام منعمہ بنت عمرو ہے۔

۷۔مقوم:۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا حقیقی بھائی تھا۔نام عبدالکعبہ بھی ملتا ہے۔والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو ہے۔

۸۔صفار:۔ابن ہشام میں صفار بن عبدالمطلب مذکور ہے۔جبکہ المعارف میں ضرار بن عبدالمطلب ہے۔والدہ کا نام نتیلہ بنت خباب ہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ہیں۔

۹۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ:۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا تھے ہجرت نبوی سے پہلے ایمان لے آئے تھے لیکن انہوں نے عرصہ تک اپنے ایمان لانے کو مشرکین سے مخفی رکھا۔غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی گرفتاری کا یہی سبب تھا۔فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے،فتح مکہ،حنین طائف،تبوک اور حجۃ الوداع میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔بارگاہ نبوی میں ان کو بڑا اعزاز حاصل تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ بھی ان کا بے حد احترام واکرام کیا کرتے تھے۔ایک دفع لوگوں نے ان کے توسل سے بارش کی دعا مانگی تو موسلا دھار بارش ہوئی۔۳۲ ہجری میں وفات پائی امیر المومنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کی زوجہ محترم حضرت ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ کا شمار صحابیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوتا ہے۔آپ کے پاس دس بیٹے پیدا ہوئے ان میں سے فضل،عبداللہ،عبیداللہ،معبد اور قثم (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے) اور عبدالرحمن حضرت ام الفضل کے بطن سے جبکہ تمام،کثیر اور حارث لونڈیوں کے بطن سے پیدا ہوئے۔حضرت ام الفضل کے بطن سے ایک صاحبزادی ام حبیب بھی پیدا ہوئیں۔ان کے علاوہ آمنہ اور صفیہ کے نام بھی آپ کی صاحبزادیوں میں ملتے ہیں۔

۱۰۔قثم:۔ان کی والدہ کا نام نتیلہ تھا۔

ایمان نہ لائی۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اُم المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

اُم المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے ورقہ بن نوفل سے نکاح کے لیے کہا لیکن ان سے شادی نہ ہو

۱۱۔حجل:۔محمد بن سائب کے مطابق حجل کی صلبی اولاد تھی اس کا نام ہند بتایا جاتا ہے مگر ہند کے لاولد مرنے سے حجل کی نسل ختم ہوگئی۔

طبقات ابن سعد میں حضرت عبدالمطلب کے بیٹوں کی تعریف میں چند اشعار موجود ہیں جو کہ غالباً حضرت عبدالمطلب کے کسی پوتے کے ہیں ان کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

اگر کسی فیاض نوجوان کا شمار کرنا ہے تو ضرار کا شمار کر شیر مرد حمزہ کو شمار کر اور عباس کو شمار کر زبیر کو اور اس کے بعد مقوم کو حجل کو شمار کر جو نوجوان سردار ہے۔بہادر غیداق کو شمار کر یہ سب قوم کی عظمت ہیں اور دشمن پر ان کو سب سرداری حاصل ہو چکی ہے۔فیاض حارث کو شمار کر جو ایسا بہادر تھا کہ جام مرگ پینے کے دنوں میں اس نے دنیا سے مجد و شرف کے ساتھ منہ موڑا۔

جیسے میرے چچا ہیں تمام مخلوق میں ایسے اچھے چچا کسی کے نہیں اور نہ جیسے ہم لوگ ہیں کسی دوسرے خاندان میں ایسے لوگ ہیں۔(طبقات ابن سعد)

ان اشعار میں ابولہب،حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب کا ذکر نہیں۔ممکن ہے اگر ان اشعار کی پوری عبارت دستیاب ہو تو وہاں ان کا ذکر بھی موجود ہو۔

حجل،مقوم،قثم،غیداق اور ضرار میں سے کسی کے ایمان کے بارے میں معلوم نہیں۔اکثر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ پانچوں بھائی نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

۱۔ام حکیم بیضاء:۔یہ نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ،حضرت ابوطالب اور حضرت زبیر کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ان کا نکاح کریز بن رابیعہ بن حبیب کے ساتھ ہوا تھا۔ان کا بیٹا عامر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خراسان کا حاکم بنایا تھا،ان کی صاحبزادی کا نام ''اروی'' تھا۔جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔اس نسبت سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی حقیقی پھوپھی کے نواسے تھے۔(المعارف۔زرقانی)

۲۔برہ بنت عبدالمطلب:۔ان کا نکاح عبدالاسد سے ہوا۔ان کے بیٹے کا نام ابوسلمہ عبداللہ تھا۔حضرت ابوسلمہ قدیم الاسلام مسلمان ہیں۔مشہور روایت کے مطابق یہ گیارھویں مسلمان ہیں۔حضرت ابوسلمہ کی بیوی کا نام ہند تھا جو ام سلمہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرف زوجیت سے نوازا۔برہ بنت عبدالمطلب کا ذکر تاریخ میں بہت ہی کم ملتا ہے۔شاید ان کی وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے ہوئی۔

Marfat.com

سکی۔ پھر ابو ہالہ نے آپ سے شادی کی جس کا نام ہند تھا۔ایک قول کی رو سے اس کا نام مالک بن نباش مذکور ہے اس شوہر سے آپ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے جن کے اسماء ہند

۳۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب :۔ ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کے نکاح میں تھیں۔ان کے ایک خواب کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کو روکنے کے لیے ایک لشکر تیار کیا تو ابوسفیان کو پتہ چل گیا اس قافلہ میں عربوں کا سامان تجارت تھا اس لیے تمام کا مفاد اس سے وابستہ تھا۔ابوسفیان نے ضمضم غفاری کو مکہ بھیجا تا کہ وہ مکہ والوں کو مطلع کرے۔ بعدازاں دونوں لشکر مقام بدر پر آمنے سامنے ہوئے۔حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمۃ نے اس مقام پر عاتکہ بنت عبدالمطلب کے خواب کا تذکرہ فرمایا ہے۔" کہ ضمضم غفاری کے مکہ پہنچنے سے تین رات پہلے حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی عاتکہ نے ایک خواب دیکھا جس نے انھیں ہراساں کر دیا انہوں نے اپنے بھائی حضرت عباس کو بلا بھیجا آپ آئے تو عاتکہ نے کہا بھائی جان! بخدا میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے حد درجہ خوف زدہ کر دیا ہے۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کی قوم پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے۔اگر آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آپ اس راز کو افشانہ کریں گے تو میں آپ کو بتاتی ہوں۔حضرت عباس نے راز افشانہ کرنے کا وعدہ کیا آپ نے اپنا خواب یوں بیان کرنا شروع کیا۔

میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شتر سوار آیا اور ابطح وادی میں آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے بلند آواز سے چیخ کر کہا۔"اے دھوکا بازو! اپنی قتل گاہوں کی طرف تین دنوں کے اندر اندر دوڑ کر آؤ"۔

میں نے دیکھا کہ لوگ اس شتر سوار کے پاس جمع ہو گئے پھر وہ مسجد میں داخل ہوا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے پھر میں نے دیکھا کہ اس کا اونٹ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہے اس شخص نے وہی نعرہ بلند کیا۔ پھر میں نے اس اونٹ کو جبل ابی قبیس کے اوپر کھڑا ہوا دیکھا وہاں جا کر اس شتر سوار نے وہی نعرہ لگایا اور ایک بھاری بھر کم چٹان کو نیچے لڑھکا دیا جب وہ لڑھکتی ہوئی نیچے پہنچی تو اچانک پھٹ گئی مکہ کا کوئی ایسا گھر نہ رہا جس میں اس چٹان کا ٹکڑا نہ گرا ہو"۔ (ضیاء النبی) یہ خواب بعدازاں بالکل صحیح ثابت ہوا۔

۴۔ صفیہ بنت عبدالمطلب :۔ نبی کریم ﷺ کی یہ پھوپھی حضرت امیر حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں جرأت و بہادری میں بے مثال تھیں۔غزوہ خندق کے دنوں میں لکڑی کے ساتھ ایک یہودی کو زخمی کیا اور پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر کے پوری قوت کے ساتھ لشکر یہود میں پھینکا۔جس سے وہ دہشت زدہ ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ قلعہ میں عورتیں نہیں بلکہ مرد ہیں۔ پھر ان کو حملہ کی جرأت نہ رہی۔ان کا پہلا نکاح حارث بن حرب بن امیہ سے ہوا۔اس کے مرنے کے بعد عوام بن خویلد بن اسد کے ساتھ ہوا جو کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں۔ان سے آپ کے ہاں حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سائب بن عوام رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔دونوں بھائی اسلام کے عظیم مجاہد اور سپوت ثابت ہوئے۔

۵۔ اروی بنت عبدالمطلب :۔ نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ان کا نکاح عمیر

اور ہالہ ہیں۔اس کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی نے نکاح کیا جس سے ہند نام کی لڑکی پیدا ہوئی۔بعض علماء کے نزدیک عتیق سے نکاح ابو ہالہ سے پہلے ہوا۔پھر نبی اکرم ﷺ نے آپ سے نکاح فرمایا۔اس وقت ان کی عمر چالیس برس تھی۔نماز کی فرضیت سے قبل ۷ نبوی کو آپ نے وصال فرمایا۔دوسرے قول کی رو سے 10 نبوی کو آپ کا وصال ہوا۔یہی روایت صحیح ہے۔نبی اکرم ﷺ نے آپ کی زندگی میں کسی عورت سے شادی نہیں فرمائی۔وصال کے وقت ان کی عمر پینسٹھ برس تھی۔عورتوں میں سب سے پہلے آپ مشرف باسلام ہوئیں اور نبی اکرم ﷺ کی جملہ اولاد سوائے حضرت ابراہیم (41) رضی اللہ عنہ کے ان کے بطن سے پیدا ہوئی۔

حکیم بن حزام راوی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ہم ان کی میت آپ کے گھر سے لے کر نکلے۔حجون میں ہم نے ان کو دفن کیا۔نبی اکرم ﷺ آپ کی قبر میں اترے آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی (42)۔

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس رضی اللہ عنہا آپ قدیم الاسلام ہیں اور نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی۔پہلے اپنے چچازاد حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔دونوں میاں بیوی نے اکٹھے حبشہ کی

بن وہب کے ساتھ ہوا۔ان کے بیٹے طلیب قدیم الاسلام ہیں اروی نے تین ہجری میں اسلام قبول کیا۔نبی کریم ﷺ کے وصال پر مرثیہ لکھا۔حضرت طلیب رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک کے دوران شہید ہوئے۔

۶۔امیمہ بنت عبدالمطلب :۔ان کی شادی جحش بن رباب سے ہوئی۔ان سے ایک بیٹا عبداللہ بن جحش غزوہ احد میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔ان کی تین بیٹیاں تھیں۔زینب،ام حبیبہ اور حمنہ۔حضرت زینب بنت جحش کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ان کا پہلا نام برہ تھا۔ام حبیبہ رضی اللہ عنہ کا نکاح عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ہوا جبکہ حمنہ کا نکاح مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے اور پھر طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

41۔حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے۔

42۔اس وقت نماز جنازہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا اس لیے نماز جنازہ نہ پڑھی گئی۔

سرزمین کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ جب دونوں مکہ معظمہ واپس لوٹے خاوند کا انتقال ہو گیا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ عدت کے بعد رسول کریم ﷺ نے ان کو پیغام نکاح دیا اور نکاح فرمالیا۔ مکہ معظمہ میں آپ کی رخصتی ہوئی مدینہ منورہ میں انہوں نے ہجرت کی جب عمر رسیدہ ہو گئیں تو نبی اکرم ﷺ نے آپ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا لیکن حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ انہیں طلاق نہ دی جائے بلکہ ازواج مطہرات میں شامل رکھا جائے۔ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کر دی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول فرمالیا اور طلاق نہ دی۔ ۵۴ھ شوال میں مدینہ طیبہ وصال فرمایا۔

ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کی پہلے جبیر بن مطعم سے منگنی تھی پھر نبی کریم ﷺ نے رشتہ مانگا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے کچھ مہلت دیجئے تاکہ جبیر کو نرمی سے قائل کرلوں۔ ہجرت سے دو سال قبل شوال کے مہینہ میں نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔

ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال پہلے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ رخصتی مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر نو سال تھی۔ نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں نو سال رہیں۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر 18 سال تھی۔ نبی کریم ﷺ نے سوائے ان کے کسی باکرہ عورت کے ساتھ شادی نہیں کی۔ ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔ ستر برس کے قریب عمر پائی۔ آپ نے دیگر امہات المومنین کے ساتھ جنۃ البقیع میں دفن کرنے کی وصیت فرمائی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی خلیفہ مروان اس وقت مدینہ طیبہ میں تھا واقدی کے قول کے مطابق آپ نے رمضان المبارک منگل کی رات ۵۸ھ چھیاسٹھ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا

یہ پہلے حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ کی بدر سے واپسی پر حضرت خنیس رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد آپ ازواج النبی ﷺ میں داخل ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کو ایک طلاق دی جس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع فرمالیں۔ کیونکہ یہ کثرت سے روزے رکھتی ہیں اور نوافل ادا کرتی ہیں آپ ﷺ نے طلاق سے رجوع کرلیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے صرف طلاق کا ارادہ فرمایا تھا طلاق کی نوبت نہ آئی۔ واقدی کے قول کے مطابق ۴۵ھ شعبان المعظم میں ساٹھ برس کی عمر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وصال فرمایا۔ ایک قول کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے۔ ابی امیہ کا نام سہیل ہے جن کو زادالراکب کہا جاتا تھا۔ ابی امیہ سہیل کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم پہلے حضرت ابوسلمہ بن عبدلاسد رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ ان کے ساتھ حبشہ کی دونوں ہجرتیں کیں۔ وہیں آپ کے ہاں زینب کی ولادت ہوئی۔ اس کے بعد عمر اور درّہ پیدا ہوئے۔ ۴ھ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد نبی کریم ﷺ کے عقد میں شوال ۴ھ میں آئیں۔ ان کا وصال ۵۹ھ میں اور ایک قول کے مطابق ۶۳ھ میں ہوا۔ پہلا قول صحیح تر ہے۔

ابونعیم اصبہانی کے قول کے مطابق آپ کا جنازہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جنت البقیع میں دفن ہیں۔ وصال کے وقت چوراسی سال عمر تھی۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام رملہ بنت ابی سفیان بن حرب تھا۔ پہلے عبیداللہ بن جحش بن رباب کے عقد میں تھیں۔ انہیں سے آپ کے ہاں حبیبہ پیدا ہوئی۔ اسی حبیبہ کی وجہ سے آپ کی کنیت ام حبیبہ پڑی۔ اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی سرزمین کی طرف دوسری ہجرت کی۔ شوہر نے وہاں عیسائی مذہب اختیار کرلیا اور مرتد ہو کر وہیں مرگیا۔ لیکن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ثابت قدم رہیں۔

نبی کریم ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔ تاکہ آپ کی جانب سے انہیں پیغام نکاح دے۔ ۷ھ میں نبی کریم ﷺ کے عقد آئیں۔ نجاسی نے نبی اکرم ﷺ کی طرف سے چار سو دینار مہر دیا۔ شرجیل بن حسنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں روانہ کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل بنایا۔ انہوں نے آپ کا نکاح کیا۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ مدینہ طیبہ آگئیں نبی اکرم ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے آپ کا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا۔ لیکن پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔ ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

ام المومنین زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مسرہ بن کبیر بن غنم بن دان رضی اللہ عنہ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ ہجرت کرنے والی عورتوں میں آپ شامل ہیں۔ ۵ھ میں نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں آپ سے نکاح فرمایا۔ ۲۰ھ کو ترپن سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرہ بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ رضی اللہ عنہا ام المساکین کے نام سے معروف تھیں۔ پہلے طفیل بن حارث کے ساتھ نکاح کیا۔ طلاق کے بعد اس کے بھائی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے رمضان المبارک میں ہجرت کے اکتیسویں مہینے کے آغاز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا۔ آٹھ ماہ آپ کے ساتھ رہیں۔ پھر ہجرت کے انتالیسویں مہینے ربیع الثانی کے آخر میں انتقال کر گئیں اور جنت البقیع میں دفن ہیں۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ابی ضرار غزوہ بن مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ اس سے پہلے مسافع بن صفوان بن مالک کے عقد میں تھیں۔ غنیمت کی تقسیم کے وقت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ جنہوں نے آپ کو مکاتبہ بنا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کتابت ادا فرما کر ٦ھ میں نکاح کر لیا۔ ان کا نام برّہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا لوگوں نے نکاح کی خبر سنتے ہی بنو مصطلق کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ آپ کے اس نکاح کی برکت سے سو خاندان آزاد ہوئے۔ ربیع الاول ٥٦ھ یا ٥٠ھ میں پینسٹھ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب بن سعید بن عامر رضی اللہ عنہا آپ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ سلام بن مسلم قرظی نے پہلے نکاح کیا۔ لیکن اس نکاح کے بعد جدائی ہو گئی۔ پھر کنانہ بن ربیع بن حقیق سے نکاح ہوا۔ جو غزوہ خیبر میں قتل ہوا اور یہ قید ہوئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت کے

شرف سے نوازا۔ آزادی کے ان کو نکاح کے لیے منتخب کیا۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو آزاد کر کے اپنی زوجیت کے شرف سے نوازا۔ آزادی کو ان کا مہر ٹھہرایا۔ ایک روایت کی رو سے غنیمت کی تقسیم کے وقت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے سات کنیزوں کے بدلے ان سے لے لیا۔ ۵۰ھ یا ۵۲ھ یا ۳۶ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

ام المومنین حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہ

ام المومنین حضرت ریحانہ بنت زید بن عمرو بن خنافہ رضی اللہ عنہا ابن سعد کے بقول یہ بنی نضر سے تھیں اور بقول کلبی ان کا نسب یوں ہے۔

ریحانہ بنت شمعون بن زید رضی اللہ عنہا

بنی قریظہ کے کسی آدمی کے عقد میں تھیں جس کا نام حکم بتایا جاتا ہے قیدی ہو کر نبی کریم ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ آپ نے آزاد فرما کر ۶ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔

نبی کریم ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو ان کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں ان کو دفن کر دیا۔ واقدی کے قول کے مطابق ۱۶ھ میں وصال فرمایا اور نماز جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ یہ قول بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کنیز کے طور پر تھیں۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ

ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم ہلالیہ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں مسعود بن عمرو ثقفی کے نکاح میں آئیں لیکن مفارقت ہوگئی پھر ابورہم بن عبدالعزیٰ سے نکاح کیا جو مر گیا۔ آخر میں نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام سرف میں۔ ۷ھ میں عمرۃ القضاء سے واپسی پر نکاح کیا۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی آخری زوجہ مطہرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کہ جس مکان میں آپ کی رخصتی ہوئی اسی

مکان میں وصال پایا اور دفن ہوئیں۔ سن وصال ۶۱ھ یا ۶۳ھ یا ۳۸ھ ہے۔

نوٹ: ان عورتوں کا ذکر جو نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں لیکن ان سے زفاف نہ فرمایا۔

ا۔ بنی کلاب سے ایک عورت تھی جس کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے اس کا نام فاطمہ بنت ضحاک کلابی کہا۔ بعض نے عمرہ بنت یزید بن عبید بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بتایا۔ بعض روایات میں عالیہ بنت ظبیان بھی آیا ہے جو کہ بکر بن کلاب کی اولاد سے تھی۔ اور بعض نے اس کا نام سبا بنت سفیان بتایا ہے جو کہ بکر بن کلاب کی اولاد سے تھی۔ ان روایات کی بنا پر یہ ایک عورت ہے۔ جس کے نام میں اختلاف ہے اور یہ بنی عامر سے ہی ہے۔

ایک اور روایات کے مطابق سرکار دو عالم ﷺ نے ان ناموں کی عورتوں سے نکاح فرمایا۔

زہری کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت ضحاک سے نکاح فرمایا لیکن اس نے غلطی سے "اعوذ باللہ منك" کے کلمات کہہ دیئے تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔ اس کے بعد وہ کہا کرتی تھی کہ میں بدبخت ہوں یہ ذوالقعدہ ۸ھ میں عقد میں آئی اور ۶۰ھ میں فوت ہوئی۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے دخول فرمایا لیکن جب آپ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا تو اس نے اپنی قوم کو اختیار کر لیا اور آپ سے جدا ہو گئی۔

۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ سبا بنت سفیان نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے تھیں۔

۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو اسید کو بنی عامر کی ایک عورت عمرہ بنت یزید کو پیغام نکاح دینے کے لیے بھیجا پھر اس سے عقد فرمایا۔ بعد میں آپ کو پتہ چلا کہ اسے برص ہے تو آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔

۴۔ بعض علماء روایت کا بیان ہے کہ آپ ﷺ ایک عرصہ تک عالیہ کے پاس رہے۔ پھر اسے طلاق دے دی۔

۵۔ اسماء بنت نعمان بن ابی جون بن حارث کندیہ، جونیہ، قتادہ کا قول ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ اس کے پاس گئے اور بلایا تو اس نے کہا آجایئے۔ اس وجہ سے آپ نے اسے طلاق دے دی۔ باقی راویوں کا قول ہے کہ یہ وہی ہے جس نے ''اعوذ باللہ منك'' کے الفاظ کہے تھے۔

۶۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ابی اسید ساعدی سے روایت کیا۔

تزوج رسول اللہ ﷺ امیمہ بنت شراجیل فلما ادخلت علیہ بسط یدہ الیھا فکانھا کرھت ذالك فامر ابا اسید ان جھزھا ویکسوھا ثوبین۔

رسول اللہ ﷺ نے امیمہ بنت شراجیل سے شادی کی جب اس کو آپ کے پاس بھیج دیا گیا تو آپ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو یوں محسوس ہوا کہ اس نے اس کو ناپسند کیا ہے تو آپ نے ابو اسید کو حکم فرمایا کہ اس کو واپس چھوڑنے کی تیاری کرو اور اس کو دو کپڑے پہنا دو''۔

انہی سے ایک اور روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

اتی رسول اللہ ﷺ بالجونیۃ فلما ادخلت علیہ و قال ھبی لی نفسك فقالت کیف تھب الملکۃ نفسھا للسوقۃ فاھوے بیدہ الیھا لِتسکن فقالت اعوذ باللہ منك فقال قد عذت بمعاذ ثم خرج الینا فقال یا اسید اکسھا رازقین والحقھا لا ھلھا۔

رسول اللہ ﷺ جونیہ کے پاس (نکاح کے لیے) تشریف لے گئے جب اس کی رخصتی ہوئی تو آپ نے فرمایا اپنا آپ مجھے ہبہ کر تو اس نے کہا کہ کیسے ملکہ اپنا آپ ہبہ کر سکتی ہے رعایا کو آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تا کہ وہ ٹھہر جائے تو وہ کہنے لگی ''اعوذ باللہ منك'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے بڑی پناہ طلب کی ہے پھر آپ ہمارے پاس آگئے۔ اور فرمایا اے اسید اسے کتان کے دو سفید کپڑے پہنا دو اور اسے اس کے خاندان میں چھوڑ آؤ۔

۷۔قتیلہ بنت قیس خواہر اشعث بن قیس نبی کریم ﷺ سے اس کا نکاح اشعث نے کیا۔ بعد میں وہ حضرموت چلا گیا اور اسے بھی ساتھ لے گیا وہیں اس کو سرور دو عالم ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو اسے ساتھ اپنے علاقہ میں لے آیا۔ وہ خود مرتد ہو گیا اور یہ بھی اس کے ساتھ مرتد ہوئی۔ پھر ایمان لانے کے بعد عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو سخت ناپسند کیا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ خدا کی قسم یہ نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے ہے ہی نہیں۔ نہ آپ نے اسے پسند فرمایا اور نہ ہی اس کے ساتھ خلوت فرمائی۔ ارتداد کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بری کر دیا۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کے نکاح کا انکار فرماتے تھے۔

۸۔ملیکہ بنت کعب لیثی

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ وہی عورت ہے جس نے ''اعوذ باللہ منك'' کہا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھ دخول فرمایا۔ اور آپ کے پاس ہی اس کا انتقال ہوا۔ اور بعض نے سرے سے نکاح کا ہی انکار کر دیا ہے۔

۹۔سبا

ایک قول کے مطابق ان کا نام سنا بنت اسماء تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے عقد کیا۔ لیکن رخصتی سے پہلے یہ فوت ہو گئیں۔ یہ بنی کلاب کی مذکورۃ الصدر عورت کے علاوہ ہے۔

۱۰۔ام شریک ازدیہ

ان کا نام غزیہ بنت جابر بن حکیم ہے سرکار دو عالم ﷺ سے قبل ابوبکر بن سلمیٰ کے عقد میں تھیں رخصتی سے پہلے ہی نبی کریم ﷺ نے طلاق دے دی۔ انہوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ہبہ کرنے والی عورت خولہ بنت حکیم ہے۔

۱۱۔خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ

سرکار دو عالم ﷺ نے ان کے ساتھ عقد کیا لیکن آپ کے پاس حاضر ہونے سے قبل ہی یہ انتقال کر گئیں۔

۱۲۔شرافت بنت خلیفہ

یہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔نکاح نبوی میں آئیں مگر رخصتی نہ ہوئی۔

۱۳۔لیلیٰ بنت حطیم ،قیس کی ہمشیرہ

سرکار دو عالم ﷺ نے اس کے ساتھ عقد کیا۔غیور تھی فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے پر سرکار دو عالم ﷺ نے اس کا مطالبہ پورا فرما دیا۔

۱۴۔عمرہ بنت معاویہ کندیہ

آپ ﷺ کے عقد میں آئیں۔شعبی کا قول ہے کہ کندہ قبیلہ کی ایک عورت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا عقد ہوا لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے آستانہ پر حاضر ہوئیں۔

۱۵۔بنتؒ جندب بن حمزہ خندعیہ

بعض کے نزدیک ان کو نبی کریم ﷺ کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور بعض نے ان کے وجود کا ہی انکار کر دیا ہے۔

۱۶۔بنی غفار کی ایک عورت

سرکار دو عالم ﷺ نے بنی غفار کی ایک عورت کے ساتھ عقد کیا۔تنہائی میں اس کے جسم پر سفید داغ دیکھ کر ارشاد فرمایا اپنے خاندان میں چلی جا۔

۱۷۔ایک قول یہ ہے کہ کلابیہ کے جسم پر سفید داغ ملاحظہ فرمائے۔

۱۸۔"اعوذ باللہ منك" کہنے والی عورت کے بارے میں اختلاف ہے۔بعض کے نزدیک وہ کلابیہ ہے۔بعض کے نزدیک جونیہ اور بعض نے اس کا نام ملیکہ لیثیہ ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

ان عورتوں کا تذکرہ جن کو نبی کریم ﷺ نے پیغام نکاح دیا لیکن نکاح کی نوبت نہ آئی اور جنہوں نے اپنا آپ رسول کریم ﷺ کو ہبہ کر دیا(43)

۱۔ام ہانی بنت ابوطالب بن عبدالمطلب

ان کا نام فاختہ تھا نبی کریم ﷺ نے ان سے رشتہ مانگا۔ انہوں نے عرض کیا میں بچوں والی عورت ہوں اور معذرت کی آپ ﷺ نے معذرت قبول فرمالی۔

۲۔ضباء بنت عامر بن قرط بن سلمہ

سرکار دوعالم ﷺ نے ان کے باپ سلمہ بن ہشام کو پیغام نکاح پہنچایا۔ اس نے عرض کی مجھے اس سے مشورہ کرنے کی مہلت دیجیے۔ نبی کریم ﷺ کو کسی نے اس کے بڑھاپے کی خبر دی۔ والد اس کے پاس پہنچا اور سرکار دوعالم ﷺ کی خواہش کا ذکر کیا۔ اس نے والد سے کہا جائیے اور نکاح کر دیجیے وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا لیکن سرکار ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

۳۔صفیہ بنت بشامہ بن فضلہ

نبی کریم ﷺ نے اس کو اس وقت نکاح کا پیغام دیا جب یہ قید ہو کر آئی۔ آپ نے اس کو اس کی پسند پر چھوڑ دیا کہ تجھے اختیار ہے خواہ مجھے اختیار کر دیا اپنے پہلے شوہر کو۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے پہلا شوہر پسند ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا۔ بنو تمیم نے اس کے اس فعل پر لعنت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یونہی بیان کیا ہے۔

۴۔ام شریک

ہم نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی طلاق یافتہ عورتوں میں پہلے کر دیا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس نے اپنا آپ ہبہ کر دیا مگر نبی کریم ﷺ نے قبول نہ کیا۔

43۔ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے ورنہ عام مسلمانوں پر مہر لازم ہوتا ہے۔

۵۔لیلیٰ بنت خطیم

ہم نے اس سے قبل ذکر کیا کہ اس کا نکاح سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ہوا مگر فسخ ہو گیا۔ایک روایت یہ ہے کہ اس نے اپنا آپ ہبہ کیا لیکن سرکار ﷺ نے قبول نہ فرمایا۔

۶۔خولہ بنت حکیم بن امیہ

اس نے اپنا آپ ہبہ کیا لیکن نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کو ملتوی رکھا بعد میں عثمان بن مظعون نے اس کے ساتھ عقد کر لیا۔

۷۔جمرۃ بنت حارث بن عوف مزنی

نبی کریم ﷺ نے خواستگاری کی۔ لیکن اس کے والد نے کہا کہ وہ بیمار ہے۔ در حقیقت اسے کوئی بیماری نہ تھی جب اس کا والد اس کے پاس آیا تو وہ برص کی بیماری میں مبتلا ہو چکی تھی یہ شیب بن برصاء شاعر کی والدہ تھی۔

۸۔سودہ قریشیہ

نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا وہ عورت اولاد والی تھی۔اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ ناگوار ہے کہ میرے بچے آپ کے سرہانے شور کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسکی تعریف کی اور اس کے لیے دعا فرمائی۔

۹۔نامعلوم الاسم عورت

مجاہد کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو عقد کا پیغام بھیجا۔اس نے عرض کیا کہ میں اپنے والد سے مشاورت کر لوں۔ والد کے پاس گئی اور اس نے اجازت دے دی پھر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آئی تو آپ نے فرمایا ہم نے تیرے علاوہ ایک اور لحاف اوڑھ لیا ہے۔

Marfat.com

وہ عورتیں جو آپ ﷺ پر عقد کے لیے پیش ہوئیں مگر آپ نے انکار فرما دیا

۱۔امامہ بنت حمزۃ بن عبدالمطلب

اس کا نام عمارہ بھی مذکور ہے۔آپ ﷺ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

''یہ میرے رضائی (44) بھائی کی بیٹی ہے''۔

۲۔ضحاک بن سفیان نے اپنی بیٹی پیش کی اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اسے کبھی سر درد نہیں ہوا آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ عورت بنی کلاب سے تھی اس کے والد نے یہ بات کہی تو نبی کریم ﷺ نے اسے طلاق دے دی اور خلوت نہ فرمائی۔

باندیاں

۱۔حضرت ماریہ قبطیہ (45) رضی اللہ عنہا

اسکندریہ کے حکمران مقوقس نے آپ ﷺ کے پاس انہیں بھیجا۔

۲۔ریحانہ بنت زید

ان کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔بعض علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے اسے آزاد فرما کر زوجیت کے شرف سے مشرف فرمایا۔اور بعض کے نزدیک آزاد نہ کیا زہری کا قول ہے کہ ریحانہ کو کنیز بنایا پھر اسے آزاد فرمایا اور یہ اپنے رشتہ داروں میں چلی گئی۔

قتادہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی دو کنیزیں تھیں۔ماریہ اور ریحانہ۔بقول بعض

44۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں۔لیکن ابولہب کی کنیز ثویبہ نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے سے قبل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا۔اس وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے رضائی بھائی بن گئے۔

45۔ماریہ قبطیہ بنت شمعون۔ان سے نبی کریم ﷺ کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم رضی اللہ عنہ تھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں ان کو دفن کیا گیا۔ان کا انتقال ۱۶ھ میں ہوا۔

ریحہ قرظیہ بھی کنیز تھی۔

۳۔ ابوعبیدہ کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی چار کنیزیں تھیں۔

۱۔ ماریہ ۲۔ ریحانہ

ان کے علاوہ جمیلہ جو قید ہو کر آپ کے حصہ میں آئیں۔ اور ایک باندی زینب بنت جحش نے آپ کو ہبہ کی (46)۔

تعداد ازواج مطہرات اور ان کی ترتیب

زہری نے آخرین کہا کہ نبی کریم ﷺ کی پہلی بیوی بعثت سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ پھر درج ذیل ترتیب سے امہات المومنین کو زوجیت کا شرف ملا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

فاطمہ بنت ضحاک کے ساتھ بھی عقد کیا لیکن اس کے پناہ مانگنے کی وجہ سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کے جسم پر سفید داغ کی وجہ سے اسے الگ فرمایا۔

اسماء بنت نعمان جونیہ سے نکاح فرمایا لیکن خلوت نہ فرمائی۔ ان کے علاوہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کا علماء نے انکار کیا ہے۔

علماء کا ارشاد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف چودہ مستورات سے نکاح فرمایا۔ ان میں سے چھ قریشی ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنی اسد سے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تیم سے، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بنی لوی سے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بنی

46۔ ان کا نام نفیسہ تھا۔ زرقانی علی المواہب ۳/ ۲۷۴

مخزومیہ سے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنی امیہ سے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنی عدی سے، ان کے علاوہ عرب قبائل سے ان عورتوں کے ساتھ عقد فرمایا۔

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ مصطلقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء جونیہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ کلابیہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا، حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنی نضیر سے اور حضرت صفیہ بن حی رضی اللہ عنہا قید ہو کر آپ کے حصہ میں آئیں۔

محمد بن کعب قرظی آخرین میں کہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے تیرہ مستورات کے ساتھ نکاح فرمایا۔ انھوں نے حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی امہات المومنین رضی اللہ عنہا کے اسماء مبارکہ ذکر کیے ہیں۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے ازواج مطہرات کی تعداد پندرہ اس ترتیب سے بیان کی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
حضرت عمرہ بنت معاویہ رضی اللہ عنہا
حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
حضرت قتیلہ خواہر اشعث رضی اللہ عنہا
حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا
حضرت لیلیٰ بنت خطیم رضی اللہ عنہا

ابوامامہ بن سہل نے اپنے والد سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی یہ ترتیب روایت کی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدی ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئیں۔ اور حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کنیز کے طور پر آئیں لیکن آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا یہ اپنے خاندان میں جا کر روپوش ہو گئیں۔

ابو عبیدہ کے قول کے مطابق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد اٹھارہ تھی۔

واقدی کا قول ہے کہ پہلا قول اقویٰ ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن جو وصال نبوی ﷺ کے وقت زندہ تھیں

قتادہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت نو ازواج مطہرات زندہ تھیں۔ پانچ قبیلہ قریش سے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

باقی تین عرب قبائل سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور ایک حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔

اولادامجاد

فرزندان پاکباز

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

انہیں کی نسبت سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے دو سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

ان کے نام طاہر اور طیب بھی تھے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔

ہثیم بن عدی نے ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے فرزند، عبدالعزیٰ عبدمناف اور قاسم، ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔ ہثیم کہتے ہیں میں نے ہشام سے پوچھا پھر طیب وطاہر کہاں گئے؟

تو انہوں نے کہا اے عراقیو یہ دو نام تم نے اولاد میں ذکر کیے ہیں۔ ہمارے مشائخ تو عبدالعزی، عبدمناف اور قاسم بیان کرتے ہیں۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہثیم جھوٹا (کذاب) ہے اس کی بات قابل التفات نہیں ہمارے شیخ ابن ناصر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عبدمناف اور عبدالعزی نام بالکل نہیں رکھے۔

عروہ کا قول ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی کریم ﷺ سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، حضرت طاہر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت مطیب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہ چار بیٹے تھے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ — حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

حضرت طاہر رضی اللہ عنہ اور حضرت مطہر رضی اللہ عنہ

ابوبکر برقی کا قول ہے کہ بعض علماء کے نزدیک طاہر، مطہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کے نام ہیں۔ اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک ان تین ناموں سے تین فرزند ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت طیب اور حضرت مطیب رضی اللہ عنہما ایک حمل سے جبکہ حضرت طاہر اور حضرت مطہر رضی اللہ عنہما ایک حمل سے پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

ان کی ماں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہیں آپ ۸ھ ذی الحجہ میں متولد ہوئے۔ ایک قول کی رو سے ۱۴ ماہ اور دوسرے قول کی رو سے ۱۸ ماہ کی عمر میں وصال فرمایا۔ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

ان له مرضعاً يُتم رضاعه في الجنةِ۔

ان کے لیے ایک دودھ پلانے والی ہے جو جنت میں ان کی رضاعت (کی مدت) پوری کرے گی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے سوا نبی کریم ﷺ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہے اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ تمام نے آپ ﷺ کی ظاہری زندگی میں وفات پائی۔

بنات طیبات رضی اللہ عنہن

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے اس وقت پیدا ہوئیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔

زبیر کا قول ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا اور ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی۔

ایک قول کی رو سے نکاح رجب کے مہینے میں ہوا ایک اور روایت کے مطابق ماہ سفر میں لوہے کی ایک چھوٹی زرہ کے بدلے ہوا۔ آپ کے ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا جن سے حضرت عبداللہ اور حضرت عون رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ یہ اپنے شوہر کی زندگی میں وصال فرما گئیں۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے حضرت زید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کا عقد حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور حضرت عون رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ان کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے عقد ہوا اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔ انہیں کے پاس ان کا انتقال ہوا۔

ابن اسحاق نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حضرت محسن رضی اللہ عنہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جو ایام طفولیت میں ہی فوت ہو گئے۔

لیث بن سعد نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا شمار بھی کیا ہے اور کہا کہ ان کا وصال بلوغت سے پہلے ہو گیا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصال نبی کریم ﷺ کے چھ ماہ اور بعض کے نزدیک تین ماہ بعد ہوا، ان کی عمر انتیس سال تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (47) نے غسل دیا

47۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر اعتراض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ''اما علمت ان رسول اللہ ﷺ قال ان فاطمة زوجتك فى الدنيا والاخرة'' کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ فاطمہ دنیا و آخرت میں تیری بیوی ہے۔ اس حکم کی وجہ سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور نماز جنازہ پڑھائی، ایک قول کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

پہلا قول عروہ کا ہے اور دوسرا قول عمرہ بنت عبدالرحمٰن کا اور تیسرا النخعی کا ہے۔ ہمارے شیخ حافظ ابن ناصر نے فرمایا آخری قول زیادہ صحیح ہے۔ اور آپ کو راتوں رات دفن کر دیا گیا۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

ان کی والدہ ام المومنین سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کا عقد ان کے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع سے ہوا۔ ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی بنات طیبات میں سب سے بڑی تھیں۔ ابوالعاص سے آپ کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو کہ بلوغت کے قریب پہنچ کر فوت ہو گئے۔ فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ انہیں سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ جن کو سرکار دو عالم ﷺ نماز میں اٹھائے رکھتے تھے۔ ابوالعاص غزوہ بدر میں قید ہوئے فدیہ کے طور پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ہار بھیجا جو رخصتی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پہنایا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے جب اس ہار کا مشاہدہ کیا تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ اگر تم مناسب خیال کرو تو اس کا ہار واپس لوٹا دو اور قیدی کو آزاد کر دو۔ جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا۔ ابوالعاص(48) سے نبی مکرم ﷺ نے یہ وعدہ لیا کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر زینب کو آزاد کر دیں گے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ہمراہ بھیجا جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ طیبہ لے آئے۔ شعبی اور قتادہ کا قول ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حضرت علی رضی اللہ عنہا کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کو غسل دینا جائز ہوا ورنہ میاں اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

48۔ ابوالعاص بعد میں کفر و شرک کی مصوبتوں سے گھبرا کر اور دلبرداشتہ ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ (ضیاء النبی ﷺ)

Marfat.com

ساتھ ہجرت کی۔

واقدی کا قول ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

آپ کی والدہ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ بعثت سے پہلے ان کا عقد عتبہ بن ابولہب سے ہوا۔ بعثت کے بعد جب سورۃ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ نازل ہوئی تو ابولہب اپنے بیٹے سے کہنے لگا کہ اگر تو اس کی لڑکی کو طلاق نہ دے تو میرا تیرے ساتھ رہنا حرام ہے۔ اس وجہ سے اس نے خلوت سے پہلے ہی آپ کو طلاق دے دی۔ اپنی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایمان قبول کیا۔ انہوں نے اپنی دوسری بہنوں کے ساتھ اس وقت سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی جب دوسری مومن عورتیں بیعت کے سلسلہ میں داخل ہوئیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا اور ان کے ساتھ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئیں۔ ایک حمل ضائع ہونے کے بعد آپ کے ہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ان کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام میں ابو عبداللہ کنیت اختیار فرمائی۔ چھ سال کی عمر میں مرغ نے آپ کے چہرے پر ٹھونگا مارا جس کے سبب انتقال فرمایا۔ یہ آپ کا آخری بیٹا تھا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کی تیاری فرمائی تو آپ بیمار ہوگئیں۔ اسی کے سبب آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا تاکہ آپ کی تیماری دار کریں۔ نبی کریم ﷺ ابھی مقام بدر میں ہی تھے کہ آپ ہجرت کے ستارہویں ماہ کے آغاز میں وصال فرما گئیں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بدر سے فتح کی خوشخبری لائے۔ جب مدینہ طیبہ داخل ہوئے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر مٹی ڈالی جارہی تھی۔ سرکار دو عالم ﷺ تجہیز تکفین میں شرکت نہ فرما سکے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

آپ بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے تھیں۔ بعثت سے پہلے عتیبہ بن ابی لہب سے عقد ہوا۔ اس کے والد نے اسے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دے۔ اس کا سبب بھی وہی تھا۔ جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں مذکور ہے۔ عتیبہ نے خلوت سے پہلے ہی آپ کو طلاق دے دی۔ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں رہیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ مسلمان عورتوں کے ساتھ آپ نے اپنی ہمشیرگان کے ہمراہ بیعت کی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔ ۹ھ شعبان میں وصال فرمایا۔ آپ ﷺ ان کی قبر پر بیٹھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔

ابوبکر برقی نے کہا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی کل اولاد سات تھی اور ایک قول کی رو سے آٹھ تھی۔

حضرت قاسم، حضرت طاہر، حضرت طیب، حضرت ابراہیم، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم زبیر بن بکار کا قول ہے کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سب سے بڑے تھے۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کا لقب طیب و طاہر تھا۔ بعثت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سب سے آخر میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ مکہ میں فوت ہوئے ان کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

غلام

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ (49)

ابورافع کنیت تھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہبہ کے طور پر پیش کیا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت اسلم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں آزاد فرما دیا۔ انہوں نے بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں ایمان قبول کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کیا جائے گا (50)۔

حضرت احمر رضی اللہ عنہ (51)

ابوعینیہ ان کی کنیت تھی۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (52)

49۔ حضرت ابورافع اسلم رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ احد، خندق اور ان کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے لیکن غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے اس وقت مکہ میں ہونے کی وجہ سے ان کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پہلے فوت ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۱/۷۷

50۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حصہ سیرت میں نام کے اختلاف کو ذکر نہیں کیا البتہ اسد الغابہ میں اسلم، ہرمز اور ابراہیم مذکور ہے۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۱/۷۷

51۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ احمر بن جزء بن معاویہ بن سلیمان حارث سدوسی کا غلام تھا۔ ان سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ عباد بن راشد نے حسن سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا حدثنی احمر مولی رسول اللہ ﷺ امام بخاری نے ان کو بصری قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ الاصابہ جلد اول ص 35

52۔ انکی کنیت ابومحمد تھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کی کنیت ابوزید تھی۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو ایک بڑے لشکر کا امیر مقرر کیا جو آپ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اسامہ بن زید نے تنہائی اختیار کر لی یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں وصال فرمایا۔ صحابہ نے ان سے روایات بھی کیں۔ ان کے فضائل اور احادیث مشہور ہیں۔ (الاصابہ ۱/۴۶)

حضرت افلح رضی اللہ عنہ (53)

ان کا ذکر برقی نے کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث کے راوی ہیں۔

حضرت ابومسرح افسر رضی اللہ عنہ

حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ (54)

حضرت ابوعبداللہ ثوبان رضی اللہ عنہ (55)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد فرما دیا۔

حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ (56)

ان کا نام مہران اور طہمان بھی مروی ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ (57)

حضرت رباح اسود رضی اللہ عنہ (58)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان تھے۔

53۔ افلح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام تھا انہوں نے حدیث پاک بھی روایت کی ہے۔ (الاصابہ ۱/۴۲)

54۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ (الاصابہ ۱/۱۴۰)

55۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام مشہور صحابی تھے۔ بعض نے ان کو عربی کہا اور بعض نے کہا کہ وہ سراہ سے تھے۔ آپ کو وصال تک آپ کی خدمت کی پھر رملہ گئے اور پھر حمص چلے گئے ۵۴ھ کو وصال فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بھی بیان کی ہے۔ (الاصابہ ۱/۲۰۵)

56۔ الاصابہ میں ذکوان یا طہمان نامی آدمی کو بنی امیہ کا غلام ذکر کیا گیا ہے۔ (الاصابہ ۱/۴۷۱)

57۔ انکی کنیت "ابوالبہی" ہے اسی باب میں ابورافع کے حالات درج ہیں۔ رافع سے مراد وہی ہیں۔ (الاصابہ ۱/۴۸۸)

58۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے۔ "ثبت ذکرہ فی الصحیحین من حدیث عمر فی قصة اعتزال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نساءہ" آپ نے دار یمانیہ کے کونے میں گھر بنایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنا گھر اس گھر کے قریب بنالو مجھے آپ پر درندوں کا خوف ہے۔ (الاصابہ ۱/۴۹۰)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (59)

ان کو حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہبہ کیا۔

حضرت زید بن بولی رضی اللہ عنہ (60)

ابونعیم اصبہانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

حضرت سابق رضی اللہ عنہ (61)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ (62)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (63)

ابوعبداللہ ان کی کنیت تھی۔ نبی کریم ﷺ نے مال کتابت کی ادائیگی میں ان کی

59۔ زید بن حارثہ بن شراحیل الکلبی۔
امام بخاری نے روایت بیان کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ان کو زید بن محمد کہتے تھے یہاں تک آیت کریمہ ادعوھم لآبائھم نازل ہوئی'' بنی القین بن جسر کے گھوڑوں نے زمانہ جاہلیت میں بنی معن کے گھروں پر غارت گری کی تو انہوں نے زید کو اٹھالیا پھر عکاظ کے میلے میں اس کو بیچنے کے لیے لائے تو حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لیے ان کو خرید لیا پھر عقد کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ (الاصابہ ۱/۵۴۵)

60۔ ابویسار زید بن بولی۔ ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایت بیان کی۔ غزوہ بنی ثعلبہ میں سرکار دوعالم ﷺ کو ملے اور آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ (الاصابہ ۱/۵۴۳)

61۔ سابق نبی کریم ﷺ کے خادم تھے اسد الغابہ میں ان کی روایت مذکور ہے۔ وصال کے بارے میں اختلاف ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں ہی فوت ہوئے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں وصال فرمایا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ)

62۔ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے ان سے ایک روایت بھی ہے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کے بارے میں روایت کیا کہ ان کا نام سالم کی بجائے سلمی ہے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ)

63۔ ان کو سلمان بن اسلام بن اور سلمان الخیر بھی کہا جاتا تھا۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ جس نے سلمان الخیر کو کوئی اور سمجھا اسے وہم ہوا۔ ان کا اصل وطن فارس میں رامھرمز ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ اصبہان سے ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بارے میں سن رکھا تھا اس تلاش میں نکلے پھر قید کر لیے گئے اور مدینہ میں ان کو بیچا گیا سب سے پہلے غزوہ خندق میں شامل ہوئے اور اس کے بعد والے غزوات میں شمولیت اختیار کی۔ ابن عبدالبر کا قول (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

معاونت فرمائی۔

حضرت سلیم رضی اللہ عنہ (64)

ابو کبشہ دوسی کنیت تھی ایک روایت کے مطابق ان کا نام اوس ہے۔

حضرت سعید ابو کندیر رضی اللہ عنہ (65)

حضرت شقران رضی اللہ عنہ (66)

صالح نام تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرکار دوعالم ﷺ کو ہبہ کیا تو آپ نے آزاد کردیا۔

حضرت ضمیرہ بن ابی ضمیرہ رضی اللہ عنہ (67)

حضرت عبید اللہ بن اسلم رضی اللہ عنہ (68)

حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ہے کہ آپ غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے آپ عالم اور زاہد تھے۔ اسلام سے قبل کا نام ابن بود تھا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۲/۶۰)

64۔ سراۃ کے مولدین سے تھے غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے روز وصال ہوا۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۲/۳۴۹)

65۔ حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب نے اپنی کتاب ''المتفق والمفترق'' میں ان کا ذکر کیا۔ نام سعید بن مینا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعید بن مینا دو ہیں۔ ایک نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں اور عطاء بن ابی رباح نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے ''فر من المجذوم فرارك من الاسد'' (اسد الغابہ ۲/۳۱۵)

66۔ صالح بن عدی نام تھا حبشی تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ شقران اور ام ایمن آپ کو باپ کی وراثت میں ملے تھے سرکار ﷺ کے غسل و دفن میں حاضر ہوئے تھے آپ ﷺ کی قبر میں بھی اترے۔ (الاصابہ ۲/۱۵۰)

67۔ ان کا باپ بھی صحابی تھا ان کا تذکرہ اسی باب میں موجود ہے باپ بیٹا دونوں نبی کریم ﷺ کے غلام تھے آپ نے ان کو آزاد فرما کر ایک تحریر لکھ کر عنایت فرمائی کہ اس کے ساتھ اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

68۔ ابن حبان نے انکو صحابی کہا۔ ابن سکن نے بھی صحابہ میں شمار کیا۔ بلاذری نے کہا کہ ان سے دو حدیثیں مروی ہیں ایک جماعت کا ان کے نام میں اختلاف ہے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۲/۴۴۰)

حضرت عبید بن عبد الغفار رضی اللہ عنہ (69)

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

حضرت فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ (70)

حضرت مہران رضی اللہ عنہ (71)

ابو عبدالرحمٰن کنیت تھی۔ ابراہیم حربی کا قول ہے کہ یہ سفینہ نام سے مشہور تھے لیکن دوسرے علماء کے بقول رومان نام سے مشہور تھے۔ اور بعض نے سفینہ کا نام عبس ذکر کیا ہے۔

حضرت مدعم رضی اللہ عنہ (72)

رفاعہ بن زید جزامی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیتاً پیش کیا۔ غزوہ خیبر میں تیر لگنے سے زخمی ہوئے اور انتقال فرمایا۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ (73)

حضرت نفیع رضی اللہ عنہ (74)

ان کی کنیت ابو بکر ثقفی تھی۔

69۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن عبد الغافر بھی ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام عبید بن عبد الغافر ہے نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ (الاصابہ ۲/۳۲۹)

70۔ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے اہل یمن میں سے تھے جعفر مستغفری نے نقل کیا کہ وہ شام چلے گئے تھے ان کی اولاد بھی ہے۔ (الاصابہ ۳/۲۰۲)

71۔ ان کے نام میں اختلاف ہے ان کے نام مہران کے علاوہ کیسان، طہمان، ذکوان، میمون اور ہرمز مذکور ہیں۔ (اسد الغابہ ۴/۴۲۴)

72۔ ان کا ذکر موطا اور صحیحین میں ہے۔ بلاذری نے کہا کہ انکی کنیت ابو سلام تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فردہ بن عمرو جذامی نے یہ نبی کریم ﷺ کو بطور ہدیہ دیا۔ (الاصابہ ۳/۳۷۴)

73۔ ان کی ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا یدخل الجنة شیخ زان لا متکبر ولا منان علی اللہ بعمله حدیث ان سے بخاری، ابن ابی داؤد، طبرانی، ابن سفیان، بغوی ابن شاہین، ابن سکن اور ابن مندہ نے روایت کی ہے۔ (الاصابہ ۳/۵۱۸)

حضرت نبیہ رضی اللہ عنہ (75)

سراۃ (76) کے مولدین (77) سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے خرید کر آزاد فرمایا۔

حضرت واقد رضی اللہ عنہ (78)

حضرت وردان رضی اللہ عنہ (79)

نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں وصال فرما گئے۔

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ (80)

حضرت یسار رضی اللہ عنہ (81)

صدقہ کے اونٹوں کو چراتے تھے جن کو عرینیوں نے شہید کر دیا۔

حضرت ابواثیلہ رضی اللہ عنہ (82)

74۔ نفیع بن الحرث اور ابن سعد نے نفیع بن مسروح کہا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام مسروح ہے فضلاء صحابہ میں سے تھے بصرہ میں رہے۔ نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ۳/۵۴۲ (الاصابہ)

75۔ ابو عمر نے کہا کہ میں ان کے بارے میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کے بعض لوگوں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے موالی میں ذکر کیا نام کے تلفظ میں اختلاف ہے۔ آپ ﷺ نے خرید کر آزاد فرمایا۔ (اسد الغابہ ۵/۱۵)

76۔ جزیرہ عربیہ میں سلسلہ کوہ کا نام جو شمال سے شروع ہو کر یمن تک جنوبا پھیلا ہوا ہے۔ (المنجد)

77۔ مولد کی جمع۔ وہ شخص جس کا باپ عربی اور ماں عجمی ہو۔ (المنجد)

78۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے معجم میں ان سے حدیث پاک روایت کی ہے۔ (الاصابہ ۳/۵۹۲)

79۔ عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے غلام وردان پھل دار کھجور سے گرے اور فوت ہو گئے۔ (اسد الغابہ ۵/۱۸۷)

80۔ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ طبری، مطین، ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہم نے ان سے ایک حدیث شریف نقل کی۔ (الاصابہ ۳/۵۷۴)

81۔ سرکار ﷺ کے غلام جن کو سرکار ﷺ نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ نماز کا انداز پسند آیا تو آپ نے آزاد فرما دیا۔ پھر حرہ کے مقام پر اونٹوں کی نگرانی کے لیے بھیج دیا۔ قبیلہ عرنیہ کے لوگوں کے پیٹ مدینہ کی آب وہوا کی وجہ سے بڑھ گئے تو آپ ﷺ نے ان کو یسار کے پاس چراگاہ میں بھیج دیا تا کہ وہ اونٹنیوں کا دودھ پئیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ (اسد الغابہ ۵/۱۲۴)

82۔ ابن جوزی نے تنقیح میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے غلام ہیں۔ (الاصابہ ۴/۳)

Marfat.com

حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ (83)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ

بہی بن ابورافع کے آخری بیٹے تھے۔ البدایہ والنہایہ لابن کثیر میں ہے کہ انہیں ابو البہی کہا جاتا تھا۔ ابورافع، ابواحیحہ سعید بن عاص کے غلام تھے۔ ان کے بیٹے وراثت میں ان کے مالک ہوئے۔ تین بیٹوں نے اپنا اپنا حصہ آزاد کر دیا جو میدان بدر میں قتل ہوئے۔ ابورافع نے بنوسعید میں سے باقی مالکوں سے ان کے حصے خرید لیے۔ صرف خالد بن سعید کا حصہ باقی رہا جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں آزاد فرما دیا۔ ابورافع کہتے تھے کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کا آزاد کردہ ہوں۔ زبیر بن بکار نے یوں ہی بیان کیا۔ دوسرے علماء کا قول ہے کہ ان کا نام رافع تھا اور کنیت ابوالبہی تھی۔

حضرت ابوالسمع رضی اللہ عنہ (84)

نبی کریم ﷺ کے خادم تھے ایک روایت کی رو سے غلام تھے۔

حضرت ابوضمیرہ رضی اللہ عنہ (85)

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ (86)

ان کا نام معد تھا۔ ایک قول کے مطابق نام عبید بن قویہبہ تھا۔ مزنیہ کے مولدین سے تھے۔

83۔ ان کا نام ہلال بن حارث تھا اور ابن ظفر بھی کہا جاتا ہے ابوعیسیٰ نے حمص کی تاریخ میں نقل کیا امام بخاری نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ (الاصابہ ۴/۴۶)

84۔ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے خادم تھے۔ ان کا نام زیاد تھا۔ ایک حدیث بھی ان سے مروی ہے۔ (اسد الغابہ ۵/۲۲۰)

85۔ عرب کے حمیر قبیلہ سے تھے۔ نام سعد، روح بن سندر اور روح بن شیرزاد مذکور ہے۔ سعد زیادہ صحیح ہے۔ (اسد الغابہ ۵/۲۳۲)

86۔ حاکم ابواحمد نے ان کا ذکر غیر معروف الاسم لوگوں میں کیا ہے۔ امام ترمذی نے شمائل میں اور دارمی نے ان سے حدیث روایت کی ہے بغوی نے ان کو صحابی کہا ہے۔ (الاصابہ ۴/۱۳۱)

حضرت ابوموديہبہ رضی اللہ عنہ (87)

یہ بھی مزنیہ کے مولدین سے تھے۔

حضرت ابوواقد رضی اللہ عنہ (88)

ابراہیم حربی نے فرمایا کہ:

''حضرت رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں عبید نامی کوئی نہ تھا البتہ ابوعبید تھے تمیمی نے غلطی سے ''عبید'' روایت کیا۔

ابن ابی خثیمہ کہتے تھے عبید اور ابوعبید دو الگ غلام تھے۔

ابوبکر برقی نے نبی کریم ﷺ کے غلاموں میں عبید کا تذکرہ کیا ہے۔ حربی ''رافع'' اور ابورافع کو علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے دو شمار کرتے ہیں اور بعض ابن قتیبہ کی موافقت میں دونوں کو ایک ہی شمار کرتے ہیں۔

ابوبکر بن حزم نبی کریم ﷺ کے غلاموں سے کرکرہ (ک کی زیر کے ساتھ) ذکر کرتے ہیں اور بعض راویوں نے ان کا نام ک کی زبر کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مصعب کا کہنا ہے کہ مقوقس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک خصی غلام ہدیۃً پیش کیا۔ ان کا نام ایک روایت کے مطابق مابورا، دوسری میں مابوہا اور تیسری میں ہابو ہے۔

محمد بن حبیب ہاشمی نے کتاب المحبر میں آپ کے غلاموں سے ابولبابہ، ابولقیط اور ابوہند بھی ذکر کیے ہیں۔

87۔ واقدی کا قول ہے کہ آپ کو ابوموھبہ اور ابوموھوبہ کہا جاتا تھا۔ بلاذری نے کہا کہ وہ مزنیہ کے مولدین سے تھے۔ غزوہ مریسیع میں شہید ہوئے۔ (الاصابہ ۱/۱۸۸)

88۔ ابن مندہ نے ان کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان سے زاذان بن عمر نے روایت کی ہے۔ (الاصابہ ۴/۲۱۲)

باندیاں

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا(89)

ان کا نام برکہ تھا۔

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا(90)

حضرت خضرہ رضی اللہ عنہا(91)

حضرت رضوی رضی اللہ عنہا(92)

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا(93)

حضرت سلمی رضی اللہ عنہا(94)

89۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکہ تھا اور عرف ام الظباء والد کا نام ثعلبہ بن عمرو تھا جو حبش کے رہنے والے تھے۔ حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں آپ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔ سرکار ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا۔ حضرت ام ایمن کا پہلا نکاح عبید بن زید سے ہوا نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے مجمع میں اعلان فرمایا۔

''اگر کوئی شخص جنت کی عورت سے عقد کرنا چاہے تو وہ ام ایمن سے نکاح کرے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے محبوب خاص حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ آپ کے بطن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بڑی طویل عمر کے بعد وفات پائی۔ ان سے چند حدیثیں بھی مروی ہیں۔

90۔ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی صحابیات میں تین صحابیات امیمہ نامی موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی کے بارے میں سرکار دو عالم ﷺ کی کنیز ہونا ثابت نہیں ہے تاہم الاصابہ فی تمیز الصحابۃ میں ان کو راویان حدیث میں سے شمار کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

91۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو آزاد فرما دیا تھا۔

92۔ حضرت رضوی کو بھی سرکار دو عالم ﷺ نے آزاد فرمایا تھا۔

93۔ ازواج مطہرات کے باب میں ان کا ذکر خیر گزر چکا ہے۔

94۔ حضرت سلمی رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم ﷺ کی کنیز تھیں۔ آپ نے آزاد کر کے اپنے آزاد کردہ غلام ابورافع کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا۔ خادمہ رسول اللہ ﷺ مشہور تھیں۔ سرکار ﷺ کے وصال کے بعد (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا(95)

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا(96)

حضرت میمونہ بنت ابوعسیب رضی اللہ عنہا

حضرت ام ضمیرہ رضی اللہ عنہا(97)

حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا

ایک روایت کے مطابق ان کا نام ام عباس بھی مذکور ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا(98)

مغلطائی نے اپنی سیرت میں نبی کریم ﷺ کے خدام غلاموں اور باندیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

خدام

حضرت انس رضی اللہ عنہ(99)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا پکانے کا مطالبہ کیا تو حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہ نے جو کا آٹا پیس کر ہانڈی میں چڑھا دیا اوپر سے زیتون کا تیل زیرہ اور سیاہ مرچیں ڈال دیں۔ تیار کر کے ان کو دیا اور کہا کہ یہ حضور ﷺ کی مرغوب ترین غذا تھی۔

95۔ ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ یعنی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے دو نام اور بھی ذکر کئے ہیں۔ (1) ماریہ ام الرباب (2) ماریہ جدہ مثنی بن صالح

96۔ اصحاب سنن اربعہ نے ان سے روایت کی ہے۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو آزاد فرما دیا تھا۔

97۔ ان کا مختصر تذکرہ بعد میں آئے گا۔

98۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں والدہ کا نام ام کلثوم تھا۔

99۔ انس بن مالک بن نضر بن ضمضم الانصاری خزرجی کنیت ابوحمزہ تھی۔ آپ ﷺ کے کثیر الروایت خادم ہیں۔ ہجرت نبوی کے وقت دس سال کی عمر میں والدہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ انس ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت ہند رضی اللہ عنہا (100)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا (101)

یہ دونوں حارثہ کے بیٹے تھے اور بنی اسلم سے تھے۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ (102)

ان کے ذمہ وضو کرانا تھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (103)

نعلین پاک کی حفاظت کرتے تھے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) آپ کی خدمت کریگا۔ دس سال آپ کی خدمت کی نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ آٹھ غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ ثابت بنانی نے کہا کہ انس بن مالک نے مجھے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بال مبارک ہے اس کو میری زبان کے نیچے رکھ کر دفن کرنا۔ چنانچہ ان کو دفن کیا گیا اس حال میں کہ وہ بال ان کی زبان کے نیچے تھا۔ بصرہ میں رہائش اختیار کی اور بصرہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی تھے۔ سن وفات میں اختلاف ہے بعض نے ۹۰ھ بعض ۹۱ھ بعض نے ۹۳ھ ذکر کیا ہے تقریباً 99 سال عمر پائی۔
(الاصابہ ۴/۸۴)

100۔ ہند بن حارثہ اسلمی رضی اللہ عنہ ابن حبان نے ان کو صحابی کہا اصحاب حدیبیہ میں سے تھے ان کے بھائی اسلم بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام بغوی نے کہا کہ یہ سات بھائیوں سمیت بیعت رضوان میں شامل ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا سرکار ﷺ کے ساتھ میں نے اتنا زیادہ ہند اور اسماء کے علاوہ کسی خادم کو نہ دیکھا۔
(الاصابہ ۳/۵۷۸)

101۔ اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہند بن حارثہ کے بھائی ہیں۔ دونوں بھائی سرکار کے خادم تھے۔ (الاصابہ ۱/۵۴)

102۔ ربیع بن کعب بن مالک بن یعمر نام اور کنیت ابو فراس الاسلمی حجازی ہے۔ اہل صفہ میں سے تھے ذی الحجہ ۶۳ھ میں وصال فرمایا۔ (الاصابہ ۱/۴۹۸)

103۔ ایک دفعہ سرکار ﷺ نے فرمایا: سل "یا ربیعہ" تو عرض کی انی اسئلك مرافقتك فی الجنة۔ کہ اے ربیعہ مانگ تو عرض کی کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔ (الاستیعاب)
دونوں ہجرتوں میں شرکت کی قدیم الاسلام اور کثیر الروایت تھے۔ مسواک اور سرہانہ مبارک بھی آپ کے پاس ہوتا کوفہ میں فوت ہوئے۔ (الاصابہ) آپ کو صاحب الحصیر والوسادۃ والنعلین کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عمر رضی اللہ عنہ (104)

یہ خچر لے کر چلتے تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ (105)

حضرت سعد مولی ابوبکر رضی اللہ عنہما (106)

حضرت عامر ذومخمر بن اخی نجاشی رضی اللہ عنہ (107)

حضرت بکیر بن شداخ لیثی رضی اللہ عنہ (108)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ (109)

حضرت اربد رضی اللہ عنہ (110)

104۔ عقبہ بن عامر اور عقبہ بن عمرو کا ذکر ملتا ہے تلاش بسیار کے باوجود عقبہ بن عمر کا ذکر کہیں نہیں ملا۔ (محشی)

105۔ بلال بن رباح الحبشی المؤذن۔ والدہ کا نام حمامہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے خریدا (جو توحید کی وجہ سے ان کو اذیتیں دیتے تھے) اور آزاد کر دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان اور عبیدہ بن جراح کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شام چلے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔ امیہ بن خلف ان پر ظلم کرتا تھا۔ لیکن آپ احد احد کے نعرے لگاتے۔ خلافت عمر میں وصال فرمایا۔ (الاصابہ ۱/۱۶۹)

106۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے بصرہ میں رہے۔ (اسد الغابۃ ۲/۲۷۱)

107۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کا نام ذومخمر ہے مگر امام ترمذی نے ان کا ذکر ذومخبر کے نام کے ساتھ کیا۔ نجاشی (شاہ حبشہ) کے بھتیجے تھے۔ ۶ ہجری سے لے کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک مدینہ میں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شام چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔

108۔ الاصابہ میں ان کا ذکر بکر بن شداخ کے نام سے ہے البتہ بکیر بھی ان کو کہا جاتا ہے۔ والد کے نام میں بھی اختلاف مذکور ہے" بکر بن شداد اور بکر بن شداخ"۔ (الاصابہ ۱/۱۶۸۔۱۶۷)

109۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ زاہد تھے اور صادق اللہجہ تھے۔ ان کے اپنے نام اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ کا اسم گرامی جندب بن جنادہ ابن سکن تھا۔ ان کے اسلام کے واقعہ کو صحیحین میں بیان کیا گیا ہے۔ (الاصابہ ۴/۶۳)

110۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (الاصابہ ۱/۴۱)

حضرت اسلع رضی اللہ عنہ (111)

حضرت شریک رضی اللہ عنہ (112)

حضرت اسود بن مالک اسدی رضی اللہ عنہ (113)

حضرت ایمن بن ایمن رضی اللہ عنہ

لوٹا مبارک اٹھاتے تھے۔

حضرت ثعلبہ بن عبدالرحمٰن انصاری رضی اللہ عنہ (114)

حضرت جزء بن جدران رضی اللہ عنہ (115)

حضرت سالم رضی اللہ عنہ (116)

بعض کا خیال ہے کہ یہ ابوسلمی (117) تھے جو چرواہے تھے۔

111۔ الاسلع الاعرجی بن کعب بن زید بنی اعرج قبیلہ سے تعلق تھا۔ نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا کجاوہ ڈالتے تھے ایک مرتبہ جنابت کی وجہ سے کجاوہ نہ ڈالا تو آیت تیمم نازل ہوئی پھر سرکار ﷺ نے تیمم کرنے کا حکم دیا اور تیمم کا طریقہ سکھایا۔
(الاصابہ ۱/۵۲)

112۔ ابن سکن نے کہا کہ صحابہ میں سے تھے۔ ان سے ایک روایت بھی مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ ﷺ من زنی خرج من الایمان" (الاصابہ ۱/۱۴۹)

113۔ اسود بن مالک اسدی یمانی جدرجان کے بھائی تھے۔ ابن مندہ نے روایت کیا کہ اسود نے کہا کہ میں اور میرا بھائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ دونوں نے سرکار ﷺ کی خدمت کی۔ (الاصابہ ۱/۶۱)

114۔ نبی کریم ﷺ کے خادم تھے ان کے بارے میں ایک روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے ان کو کسی کام کے لیے بھیجا یہ ایک انصاری کے دروازے کے سامنے سے گزرے ایک عورت غسل کر رہی تھی انہوں نے اس کو دیکھا پھر وحی کے نزول کے خوف سے بھاگے حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑ میں جا چھپے آپ ﷺ نے چالیس دن ان کو تلاش کیا پھر جبریل امین نے ان کے پہاڑ میں ہونے کی خبر دی۔ (الاصابہ ۱/۲۰۱)

115۔ الاصابہ بن جزء بن جدرجان بن مالک یمانی مذکور ہے۔ (الاصابہ ۱/۲۳۵، اسد الغابۃ ۱/۲۸۱)

116۔ اصابہ کی دوسری جلد میں ان کو سرکار ﷺ کا غلام لکھا گیا ہے۔ (الاصابہ ۲/۸)

117۔ ابوسلمی سرکار ﷺ کے چرواہے اور خادم تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام حریث تھا۔ (الاصابہ ۴/۹۵)

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہ (118)

• حضرت مہاجر مولی ام سلمی رضی اللہ عنہ (119)

حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ (120)

حضرت ابوالحمراء ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ (121)

حضرت ابوالسمح ایاد رضی اللہ عنہ (122)

حضرت ابوسلام سالم رضی اللہ عنہ (123)

حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ (124)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرح کا ایک انصاری۔

حضرت امۃ اللہ بنت رزینہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام ایمن برکۃ رضی اللہ عنہا (125)

118۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے طبقات ابن سعد میں حضرت زینب بنت جحش کے حالات میں ان کا ذکر موجود ہے۔
(الاصابہ ۴/۳۲۶)

119۔ مہاجر مولی ام سلمی ان کی کنیت ابو حذیفہ ہے۔ آپ سے روایت ہے کہ میں نے کئی سال سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت کی آپ نے میرے کیے ہوئے کام کے بارے میں یہ نہ فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور میرے چھوڑے ہوئے کام کے بارے میں یہ نہ فرمایا کہ تو نے اس کو کیوں چھوڑا۔ مصر کی فتح میں شامل تھے پھر وصال تک لجا میں رہائش اختیار کی۔
(الاصابہ ۳/۴۴۶۔۴۴۵)

120۔ نعیم بن ربیعہ بن کعب اسلمی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (اسد الغابہ ۵/۳۲)

121۔ ان کا تذکرہ سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں کے باب میں گزر چکا ہے۔

122۔ ان کا ذکر بھی آپ ﷺ کے غلاموں کے باب میں گزر چکا ہے۔ بعض نے ان کو خادم بھی کہا ہے۔

123۔ ابوسلام (س کے فتح اور لام کی شد کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے اور ابواحمد حاکم نے کہا کہ ان کا شمار آپ ﷺ کے غلاموں میں ہوتا ہے۔ ان سے حدیث بھی مروی ہے۔

124۔ ابوعبید رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے۔ حاکم ابواحمد نے ان کا تذکرہ ان لوگوں میں کیا ہے جن کے نام معلوم نہیں۔ ان کی ایک حدیث امام ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے۔ (الاصابہ ۴/۱۳۱)

125۔ ان کا تذکرہ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

حضرت خضرہ رضی اللہ عنہا(126)

حضرت خولہ جدہ حفص رضی اللہ عنہا(127)

حضرت رزینہ ام علیلہ رضی اللہ عنہا(128)

حضرت سلمی ام رافع رضی اللہ عنہا(129)

حضرت ماریہ ام رباب رضی اللہ عنہا(130)

حضرت ماریہ جدہ مثنی بن صالح رضی اللہ عنہا

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا(131)

حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا(132)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا(133)

سواریاں

(گھوڑے)(134)

126۔ان کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

127۔ان سے ایک روایت مروی ہے۔

128۔ان سے ایک حدیث مروی ہے۔یہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں۔(الاصابہ)

129۔ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔طبقات ابن سعد میں حضرت زینب کے نکاح کے سلسلہ میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

130۔ان سے ایک حدیث مروی ہے۔

131۔ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

132۔ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔

133۔کسوف کے بارے میں ان سے ایک حدیث مروی ہے۔

134۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عورتوں کے بعد سب چیزوں سے زیادہ گھوڑے پسند تھے۔(الوفاء)(بقیہ اگلے صفحہ پر)

سکب (135)

یہ پہلا گھوڑا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔

مرتجز (136)

ایک بدوی سے خریدا۔ اس سودے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ گواہ تھے۔
بعض علماء کے بقول یہ دو نام ایک گھوڑے کے ہیں۔

لزاز (137)

ابوالبراء مقوقس نے بطور ہدیہ پیش کیا۔

طرف (138)

ربیعہ بن براء نے ہدیتاً پیش کیا۔

ورد (139)

حضرت تیم داری رضی اللہ عنہ نے ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب گھوڑوں سے زیادہ محبوب و مرغوب گھوڑا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک وہ ہوتا جس کا دایاں پاؤں سفید ہوتا اور ناک پر سفیدی ہوتی۔ اضمار کیا ہوتا اور رنگت زرد سرخی مائل ہوتی۔ (الوفاء)

135۔ انتہائی تیز رفتار گویا کہ اس کی رفتار تیز رفتار پانی کی طرح تھی۔

136۔ اس کو حسن صوت یعنی خوش آوازی کی وجہ سے مرتجز کہا جاتا گویا وہ میدان جنگ میں مجاہدوں کی طرح رجز کہنے والا ہے۔
یہ وہ گھوڑا تھا جس کو آپ نے ایک اعرابی سے خریدا اور ابھی قبضہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ انکاری ہو گیا تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی خریداری کے متعلق آپ کے حق میں گواہی دی حالانکہ خریداری کے وقت وہ موجود نہیں تھے اور عرض کیا آسمان اور آخرت کی خبروں میں ہم آپ کی سچائی پر ایمان رکھتے ہیں تو زمین کی خبر پر ایمان و یقین کیوں نہ رکھیں اور آپ نے اکیلے خزیمہ کی گواہی دو آدمیوں کے برابر قرار دیدی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار پر دال ہے۔

137۔ یہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تیسرا گھوڑا تھا۔ مطلوب کو انتہائی سرعت سے آلیتا گویا کہ اس کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اس لیے لزاز کہلاتا ہے۔

138۔ یہ گھوڑا باپ اور ماں کی طرف سے عمدہ ہونے کی وجہ سے طرف کہلایا۔

139۔ رنگت کی سرخی کی وجہ سے ورد یعنی گلاب کا پھول کہلایا۔

کیف(140)

بعض علما نے اس کا نام لحیف (لام کے ساتھ) بیان کیا ہے۔

یعسوب(141)

بعض نے گھوڑوں میں یہ نام بھی ذکر کیا ہے۔

اونٹنی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا نام قصوا(141) تھا۔ اس کو عضباء اور جدعاء بھی کہا جاتا تھا۔ ابن سعد کا قول ہے کہ اس کے کان کا ایک کنارہ کٹا ہوا تھا اس وجہ سے اس کا نام جدعاء ہے۔ عربی میں کٹ جانے کو جدع کہا جاتا ہے۔

ہمارے استاد ابن ناصر کا ارشاد ہے کہ نہ اس کا کان پورا کٹا ہوا تھا اور نہ ہی کان کا کوئی حصہ۔

ابن سعد نے جو اس نام کا سبب بیان کیا ہے وہ بھی عربی لغت کے مطابق نہیں کیونکہ عربی میں جدعاء اسے کہتے ہیں۔ جس کا کان جڑ سے کٹا ہوا ہو۔ جس طرح کہ ثعلب نے بیان کیا۔

خچر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خچر تھا جس کا نام شہباء(142) اور دلدل تھا۔

140۔ اپنی دم سے زمین کو یا اپنے پچھلے حصہ کو پوشیدہ کر لینے والا۔ زرقانی علی المواہب اور الوفاء میں تفصیل موجود ہے۔

141۔ قصواء۔ عضباء اور جدعاء یہ تینوں نام ایک ہی ناقہ مبارکہ کے ہیں۔ ابن ناصر نے ثعلب سے نقل کیا ہے کہ یہ محض نام ہیں اور ان کا معنی لغوی موجود و محقق نہیں اور سعید بن مسیب لغوی مناسبت کے تحقق و ثبوت کے قائل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس کے کان چرے ہوئے تھے (لہٰذا عضباء کہتے تھے) اور جس کے کان کاٹے ہوئے تھے جدعا کہلاتی تھی اور کانوں کے اوپر والے حصے کاٹ کر باریک کئے گئے تھے لہٰذا قصواء کہتے تھے۔ (الوفاء لابن الجوزی)

142۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں جنگ میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دراز گوش

آپ ﷺ کے دراز گوش کا نام یعفور (143) تھا۔

غلام (144)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

حضرت ابو کبشہ اوس رضی اللہ عنہ

ان کو سیلم بھی کہا جاتا تھا۔ مکہ پاک کے مولدین سے تھے۔

حضرت انسہ رضی اللہ عنہ

جبل سراۃ کے رہنے والے تھے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ کے ساتھ صرف میں تھا یا ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہم آپ سے جدا نہ ہوئے۔ رسول خدا ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے جس کو فردہ ابن نقاشہ نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔

اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نہروان میں خوارج کے ساتھ جنگ کی اور انہیں قتل کیا تو آپ اس وقت نبی اکرم ﷺ کے سفید خچر پر سوار تھے۔

اس خچر کا نام شہباء اور دُلدُل ہے۔ (الوفاء لابن الجوزی)

143۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کے پیچھے ایک دراز گوش پر سوار ہوا جس کو عفیر (مٹیالی رنگت والا) کہا جاتا تھا۔ (الوفاء لابن الجوزی)

اپنی تیز رفتاری کے باعث یعفور کہلایا کیونکہ یعفور ہرن کے بچے کو کہتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد یعفور نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا دیا اور یوں مر گیا۔

144۔ سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں کا تذکرہ دوبارہ اس باب میں کر دیا گیا ہے اس سے پہلی ایک باب میں ان کے حالات کا تذکرہ ہو چکا ہے جس میں ان پر تعارفی حاشیہ بھی ہو چکا ہے اس لیے اس باب میں صرف اسماء کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

حضرت شقران رضی اللہ عنہ

ان کا اسم مبارک صالح حبشی یا فارسی تھا

حضرت رباح رضی اللہ عنہ

یہ وہ ہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مشربہ میں اجازت لی۔

حضرت نوبی رضی اللہ عنہ

حضرت یسار رضی اللہ عنہ

ان کو عرنہ کے قبیلہ کے لوگوں نے شہید کیا۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ

ان کا اسم مبارک اسلم تھا۔ اس کے علاوہ آپ کے دیگر نام بھی مذکور ہیں قبطی تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان کی حفاظت کرتے تھے۔

حضرت کرکرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہیبہ رضی اللہ عنہ

مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔

حضرت رافع ابوالبہی رضی اللہ عنہ

ان کا نام ابورافع بھی مذکور ہے۔

حضرت مدعم رضی اللہ عنہ

حضرت رفاعہ بن زید جذامی رضی اللہ عنہ

حضرت زید جدّ ہلال بن یسار رضی اللہ عنہ

حضرت عبید بن عبدالغفار رضی اللہ عنہ

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ

ان کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔ طہمان، کیسان، مہران، زکوان، مروان اور احمر وغیرہ روایت کیے گئے ہیں۔

حضرت مابور قبطی رضی اللہ عنہ

حضرت واقد رضی اللہ عنہ

حضرت ہشام رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ضمیر سعد رضی اللہ عنہ

ان کے نام روح بن سندر اور ابن شیر ذاذ جمیری بھی مذکور ہیں۔

حضرت حنین جد ابراہیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عسیبہ رضی اللہ عنہ

ان کا نام میمہ کے ساتھ بھی آیا ہے۔ مرۃ یا احمر انکا نام تھا۔

حضرت ابو عبید رضی اللہ عنہ

حضرت اسلم بن عبید رضی اللہ عنہ

حضرت افلح رضی اللہ عنہ

حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ

حضرت باذام رضی اللہ عنہ

حضرت بدر رضی اللہ عنہ

حضرت حاتم رضی اللہ عنہ

حضرت دوس رضی اللہ عنہ

حضرت ردیفع رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن مولی رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن ابی ضمیرہ رضی اللہ عنہ

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ

حضرت غیلان رضی اللہ عنہ

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ

حضرت قفیر رضی اللہ عنہ

حضرت کریب رضی اللہ عنہ

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

حضرت محمد آخر رضی اللہ عنہ

مدینی کا قول ہے کہ ان کا نام نا ہیہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو محمد سے بدل دیا۔

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ

حضرت نافع ابوالسائب رضی اللہ عنہ

حضرت نبیہ رضی اللہ عنہ

یہ سراۃ کے مولدین سے تھے۔

حضرت نہیک رضی اللہ عنہ

حضرت نفیع ابوبکر رضی اللہ عنہ

حضرت ہزہو ابوکیسان رضی اللہ عنہ

حضرت وردان رضی اللہ عنہ

حضرت یسار رضی اللہ عنہ

حضرت ابواثیلہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالبشیر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوصفیہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوقیلہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابولقیط رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہند رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالیسیر رضی اللہ عنہ

لونڈیاں(145)

حضرت سلمی ام رافع رضی اللہ عنہا

حضرت رضوی رضی اللہ عنہا

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہا

145۔ سرکار دو عالم ﷺ کی باندیوں کا تذکرہ بھی گزشتہ ابواب میں گزر چکا ہے۔

انہیں ریحانہ سریہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت سائبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا

حضرت ماریہ کی بہن قیصر رضی اللہ عنہما

حضرت ام ضمیرہ رضی اللہ عنہا

ابوعبیدہ کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی خوبصورت باندی تھی جو کسی جنگ میں قیدی ہو کر آئی تھی۔ ایک اور لونڈی جو حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو ہبہ کی تھی۔

منائح(146)

عجوہ۔ زمزم۔ سقیا۔ برکہ۔ ورسہ۔ اطلال۔ اطراف۔

ابن ام کلثوم ان کو چرایا کرتے تھے۔

مغلطائی نے منائح کے عنوان کے ساتھ "من غنم" کا اضافہ کیا ہے اور ناموں میں اختلاف درج کیا ہے۔

عجوہ کے بجائے عجرہ نام ذکر کیا۔ غوثہ یاغیثہ۔ یمن۔ قمر اور دو اور نام درج کیے ہیں۔

ابن حبان نے کہا کہ آپ ﷺ کی بکریوں کی تعداد ایک سو تھی۔ ابن سعد نے کہا کہ بکری کا نام طبری کی روایت کے مطابق عجوہ تھا نہ کہ عجرہ جیسا کہ مغلطائی نے ذکر کیا۔ اور اطلال اور اطراف (الف کی زیر کے ساتھ) ہے نہ کہ اطلال اور اطراف (الف کی زبر کے

146۔ مَنَحَہٗ، کسی کو دینا اور عطا کرنا۔

منحه الفاقة و كل ذات لبن

دودھ والا جانور کسی کو فائدہ اٹھانے کے لیے دینا۔

صفت منقولی المنحۃ و المِینحَۃ۔ جمع۔ مِنَحٌ اور منائح۔ (المنجد)

اس باب میں منائح سے مراد صرف بکریاں ہیں۔

ساتھ) جس طرح طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیے ہیں۔

شیر دار اونٹنیاں

حناء۔ سمراء۔ عریس۔ سعدیہ۔ بغوم۔ یسیرہ۔ ریا۔ مہرہ۔ شقراء۔ بردہ۔

حضرت یسار رضی اللہ عنہ ان کو چرایا کرتے تھے جنہیں عرینیوں نے شہید کر دیا تھا۔ ابن عینیہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی اونٹنیوں کی تعداد دس کے بجائے بیس تھی۔

ابن سعد نے ریا کی جگہ دبا نام ذکر کیا ہے۔

سمراء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور عریس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مہرہ نامی اونٹنی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بنی عقیل کے اونٹوں سے بھیجی تھی۔ عزیرہ اور بردہ کے نام کی اونٹنیاں بھی تھیں۔ بردہ کا دودھ بہت زیادہ تھا۔ اس اکیلی کا دودھ دو اونٹنیوں کے برابر ہوتا تھا۔

اونٹیوں میں اس جیسی کوئی نہ تھی یہ ضحاک بن سفیان نے نبی کریم ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کی۔

دبا اور شقراء کو بنی عامر کے بازار سے خریدا۔

تلواریں

قلعیا

صحراء کے مقام قلع کی طرف منسوب ہے۔

بتار۔ حتف۔ ذوالفقار (147)۔ مخزم (148)۔ اشوب۔ عضب۔ (طبری)

147۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذوالفقار نامی تلوار بدر کے دن بطور غنیمت حاصل فرمائی اور اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے احد کے دن خواب دیکھا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ (الوفاء لابن الجوزی)

148۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فلس نامی بت کو گرانے کے لیے بنی طے کی طرف بھیجا۔ حضرت علی نے اس بت کو پاش پاش کیا اس بت کے خزانے سے تین تلواریں دستیاب ہوئیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مغلطائی نے اپنی سیرت میں "ماثور" کا ذکر بھی کیا ہے۔

کمانیں

روحاء۔ بیضاء۔ صفراء

ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین نیزے تھے جن کے ناموں کو میں نہ جان سکا۔ (طبری)

مغلطائی نے اپنی سیرت میں نیزوں اور کمانوں کے نام ذکر کیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیزے چار اور کمانیں چھ تھیں۔

روحاء۔ صفراء۔ شوحط۔ کتوم۔ روراء۔ سداد۔ انہوں نے بیضاء کا تذکرہ نہیں کیا۔

ابن سعد سے منقول ہے کہ بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین نیزے اور تین کمانیں ملیں۔ ایک کمان کا نام روحاء تھا دوسری کا نام شوحط اس کو بیضاء بھی کہا جاتا تھا تیسری کو صفراء کہا جاتا اس کا رنگ زرد ہونے کی وجہ سے اور یہ نبع درخت سے بنی ہوئی تھی۔

نیزے

مثوی۔ مثنی

ان کے علاوہ دو اور بھی تھے۔

ڈھالیں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ڈھال پر مینڈھے کے سر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ناپسند فرمایا ایک دن صبح کے وقت مشاہدہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وجہ سے وہ تصویر مٹ چکی تھی۔ (طبری)

مغلطائی نے سیرت میں دو اور ڈھالوں کا ذکر کیا ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الرسوب۔ المخذم۔ الیمانی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ نے "المخذم" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ (ضیاء النبی)

زلوق۔فقق

زرہیں

سعدیہ۔فقہ۔فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً پیش کیں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمادیں۔

ذات الفضول(149)۔ذات الوشاح۔ذات الحواش۔اور تیسرا۔اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے یہ نام تھا۔

سعدیہ

سعدیہ کے مقام پر بننے کی وجہ سے اس کا نام سعدیہ تھا۔

خرنق

خرگوش کے بچے کے نام پر یہ نام رکھا گیا۔یہ چمڑے کی بنی ہوئی تھی۔

ہجرت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے۔

نبی کریم ﷺ پیر کو مکہ مکرمہ سے نکلے اور اسی روز مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے امام زہری نے کہا کہ پیر کے دن یکم ربیع الاول کو مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ایک قول کی رو سے دوسری اور ایک قول کی رو سے اس دن بارہویں تاریخ تھی۔ابن سعد کا قول ہے کہ اسی پر اجماع ہے۔

ابن اسحاق کے قول کے مطابق آپ ﷺ اس وقت مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے جب سورج خوب بلند ہو چکا تھا اور دوپہر ہونے والی تھی۔ایک روایت یہ بھی ہے۔آپ رات کے وقت مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔یہ روایت برقی سے منقول ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے باب میں روایت کردہ حدیث طیبہ سے ابن اسحاق کے قول کی

149۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زرہ مبارک کا نام ذوالفضول' تھا۔

Marfat.com

تصدیق ہوتی ہے۔

ہجرت ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی لیکن سن ہجری کا آغاز ربیع الاول کے بجائے محرم سے ہے کیونکہ وہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔

ایک روایت ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو قباء میں کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے جب حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت سعد بن خزیمہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے آئے۔

دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ کا قیام تو حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ کے پاس ہی تھا مگر لوگوں سے ملاقات کے لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے۔

زہری کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ قباء میں بنی عمر بن عوف کے پاس دس راتوں سے زیادہ ٹھہرے۔

عروہ کا کہنا ہے کہ قباء میں آپ ﷺ نے تین راتیں قیام فرمایا پھر جمعہ کے دن سوار ہوئے اور بنی سالم کے پاس سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس قبیلہ میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو مدینہ طیبہ آنے پر آپ ﷺ نے ادا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ بنی سالم سے اپنی سواری پر سوار ہوئے اور آپ ﷺ کی اونٹنی چلی۔ حتیٰ کہ بنی نجار میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی۔

آپ ﷺ نے ان کے گھر کے نیچے والی منزل میں قیام فرمایا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی رہائش اوپر والی منزل میں رکھی۔ مسجد اور حجرات مبارکہ کی تعمیر تک آپ ﷺ نے وہیں قیام فرمایا۔

بعد از ہجرت نبوی ﷺ وقوع پذیر ہونے والے واقعات

پہلا سال

۱۔ اس سال آپ ﷺ نے مسجد شریف اور حجرات مبارکہ کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ حجرات

مبارکہ کی تعمیر تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام فرمایا۔ پھر آپ ﷺ ان حجرات میں منتقل ہوئے۔

۲۔ ابوامامہ اسعد بن زرارہ کا وصال ہوا۔ حلق کا درد جان لیوا ثابت ہوا۔

۳۔ مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم کرائی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان ملاحظہ فرمائی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اسی سال مشرف باسلام ہوئے۔

دوسرا سال

ا۔ کعبہ شریف نماز کا قبلہ قرار پایا۔

محمد بن حبیب ہاشمی کی روایت ہے کہ نصف شعبان بروز منگل ظہر کی نماز میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں بنی سلمہ میں حضرت بشیر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے وہاں کھانا تناول فرمایا۔ نماز ظہر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد قبلتین میں ادا فرمائی۔ دوسری رکعت کے قیام تک شام کی طرف رخ کر کے ادا فرما چکے تو دوسری رکعت کے رکوع میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے وہیں کعبہ شریف کی طرف رخ فرمالیا صفیں بھی آپ ﷺ کے پیچھے قبلہ رو ہو گئیں۔ یوں یہ نماز مکمل ہوئی اس وجہ سے یہ مسجد ''مسجد قبلتین'' کہلائی۔

۲۔ غزوہ بدر اسی سال ہوا۔

۳۔ نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔ واقدی کے قول کے مطابق رخصتی پہلے سال ہوئی۔ ہمارے شیخ کا ارشاد ہے کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

۶۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا۔

۷۔رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ روزوں کا حکم ہجرت کے اٹھارہویں مہینہ کے آغاز میں شعبان میں نازل ہوا۔

۸۔صدقہ فطر واجب ہوا۔

۹۔اس سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 9 رمضانوں کے روزے رکھے۔

تیسرا سال

۱۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اس سال ازواج مطہرات میں شامل ہوئیں۔

۲۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

۳۔حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

۴۔ابن حبیب ہاشمی کا قول ہے کہ اسی سال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کی پیدائش کے پچاس دن بعد اپنی والدہ ماجدہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں پہنچے۔

۵۔غزوہ احد اور غزوہ بنی نضیر وقوع پذیر ہوئے۔

۶۔بعد از غزوہ احد شراب حرام ہوئی۔

چوتھا سال

۱۔غزوہ ذات الرقاع وقوع پذیر ہوا۔

۲۔سفر میں قصر نماز کا حکم ہوا۔

۳۔واقدی کے بقول حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔

۴۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا۔

۵۔ابن حبیب کی روایت کے مطابق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار اس سال گم ہوا اور آیت تیمّم نازل ہوئی۔

پانچواں سال

۱۔غزوہ دومۃ الجندل،غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ وقوع پذیر ہوئے۔

۲۔نبی کریم ﷺ کا نکاح حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

۳۔عورتوں کے پردے کا حکم نازل ہوا۔

چھٹا سال

۱۔غزوہ حدیبیہ اور غزوہ بنی مصطلق پیش آئے۔

۲۔اہل افک نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا باتیں کیں۔واقدی کا قول ہے کہ غزوہ بنی مصطلق پانچ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔اسی میں اہل افک نے باتیں کیں۔ابن ابی کہنے لگا۔

لان رجعنا الی المدینة الخ۔

ہم اگر مدینہ پہنچ گئے تو باعزت لوگ ذلیل افراد کو نکال دیں گے"۔

ابن حبیب کا قول ہے کہ اسی سال سورج گرہن لگا۔سرکار دو عالم ﷺ کے حکم سے ایک آدمی نے نماز کسوف کا اعلان کیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی۔

۳۔نبی کریم ﷺ نے پہلی گھوڑ دوڑ کرائی جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھوڑا جیت گیا۔

۴۔حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ان کے شوہر اوس بن صامت نے ان سے ظہار کیا ہے۔

۵۔نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں بارش کے لیے دعا فرمائی اور بارش ہونے پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

صبح الناس بین مومن باللہ کافر بالکواکب و مومن بالکواکب کافر

باللہ۔

لوگوں نے اس حال میں صبح کی کہ کچھ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کی الوہیت کے منکر ہیں اور کچھ ستاروں کی الوہیت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں۔

ساتواں سال

۱۔غزوہ خیبر وقوع پذیر ہوا۔

۲۔غزوہ خیبر کے بعد سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے آپ ﷺ کو بکری کے گوشت میں زہر دیا۔

۳۔ابن سعد کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو قتل کرا دیا۔

۴۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا اسی سال نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

۵۔شاہ مقوقس کا ایلچی حاطب بن ابی بلتعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا جن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ دلدل نامی خچر اور یعفور نامی دراز گوش آپ کی بارگاہ اقدس میں لایا۔

۶۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس تشریف لائے۔

۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔

آٹھواں سال

۱۔لشکر اسلام موتہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ جہاں حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم، شہید ہوئے۔

۲۔اکثر روایات کے مطابق حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن عاص اور حضرت عثمان

بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم اس کے آغاز میں صفر المظفر میں مشرف باسلام ہوئے۔ ابن ابی خثیمہ نے بیان کیا کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہجرت کے پانچویں سال ایمان لائے(150)۔

۳۔ حضرت عمر بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ ذات السلاسل کے لیے تشریف لے گئے۔

۴۔ سرکار دو عالم ﷺ نے مکہ کو فتح فرمایا۔ فتح مکہ رمضان المبارک میں ہوئی۔

۵۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔

۶۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔

۷۔ غزوہ حنین اور غزوہ طائف پیش آئے۔

۸۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابو جہل مشرف باسلام ہوئے۔

۹۔ بقول ابن حبیب سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی۔ انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دی اور آپ ﷺ نے رجوع فرما لیا۔

۱۰۔ اسی سال مہنگائی ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سرکار ﷺ کی خدمت میں بھاؤ مقرر فرمانے کے لئے عرض کیا(151)۔

۱۱۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو احتلام ہوا تو آپ نے حالت جنابت میں ہی اپنے ساتھیوں کی امامت فرما دی(152)۔

۱۲۔ حضرت محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے عامر بن اضبط کو قتل کر دیا جس پر یہ آیت کریمہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ الخ نازل ہوئی(153)۔

150۔ صاحب ضیاء النبی نے پہلے قول کو نقل کیا ہے۔ ضیاء النبی جلد چہارم۔

151۔ یہ حدیث طیبہ ترمذی، ابوداؤد، مسند احمد، دارمی میں کتاب البیوع میں ہے۔

152۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے تفصیلاً ذکر کیا ہے علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں اس کو ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

نواں سال

۱۔غزوہ تبوک وقوع پذیر ہوا۔

۲۔غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (154) کا واقعہ ظاہر ہوا جن کے بارے میں وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا الآیۃ نازل ہوئی۔

۳۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا۔

۴۔نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

۵۔سرکار دو عالم ﷺ نے نجاشی کی موت کی خبر دی۔

۶۔مسلسل وفود آنے کی وجہ سے اس سال کا نام سنۃ الوفود پڑ گیا۔

۷۔واقدی کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے ازواج کے پاس ایک ماہ تک نہ جانے کی قسم کھائی۔

ابن حبیب کا ارشاد ہے کہ مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ایک جانور ذبح فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان تقسیم کیا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس جب ان کا حصہ بھیجا۔ تو انہوں نے زیادہ کا مطالبہ کیا۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین گنا بڑھا دیا۔ اس وجہ سے تمام ازواج مطہرات مزید مطالبہ فرمانے لگیں تو سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ماہ تک تمہارے پاس نہ آؤں گا۔

۸۔اسی سال آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

153۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم نے ہمیں مسلمانوں کے ایک جہادی قافلہ کے ساتھ بھیجا۔ جس میں ابوقتادہ اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے۔ ہماری طرف سے عامر بن اضبط اشجعی گزرا اور اس نے سلام کیا۔ محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو ہمارے بارے میں قرآن مقدس کی یہ آیت نازل ہوئی۔

154۔ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء یہ ہیں۔

حضرت کعب، ہلال بن امیہ، مرار بن ربیعہ، اس آیت کریمہ میں ان کی توبہ کی قبولیت کا مژدہ ہے۔

لا تدخلوا علی ھولاء المعذبین(155)۔
کہ ان عذاب والے لوگوں کے گھروں میں رہائش اختیار نہ کرو۔
۹۔ مسلمانوں نے اسی سال اپنے ہتھیار فروخت کیے اور کہنے لگے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول تک جہاد منقطع ہو چکا ہے(156)۔
۱۰۔ مسجد ضرار کو گرانے کا حکم نازل آیا۔

دسواں سال

۱۔ سرکار دو عالم ﷺ نے آخری حج فرمایا۔ ہجرت کے بعد یہ پہلا حج تھا۔ بعثت سے قبل اور بعد آپ ﷺ نے کئی حج فرمائے جن کی تعداد کے بارے میں علم نہیں ہے۔
۲۔ بعد از ہجرت آپ ﷺ نے دو عمرے ادا فرمائے۔
پہلا عمرۃ القضاء۔ دوسرا غزوہ حنین کے بعد جس کے لیے احرام جعرانہ کے مقام سے باندھا۔ تیسرا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ادا فرمایا۔ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے چار عمرے ادا فرمائے۔
۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن حضرت رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا۔
۴۔ سورۃ النصر (اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ) نازل ہوئی۔
۵۔ حج کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے ۱۰ھ کے ذی الحج کے بقیہ ایام اور ۱۱ھ کے محرم، صفر اور ربیع الاول کے بارہ دن یہیں اقامت پذیر رہے اور وصال فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ پورے دس سال قیام فرما رہے۔

155۔ غزوہ تبوک کے دوران مسلمانوں کا لشکر حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کی جائے سکونت حجر پر ٹھہرا تو نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ صحابہ کرام نے ان کے کنوئیں سے پانی بھرا اور اس سے آٹا گوندھا تو نبی کریم ﷺ نے ان کو گرا دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ کیونکہ یہ ایسا علاقہ تھا جہاں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تھا۔ (بخاری شریف)
156۔ نبی کریم ﷺ نے اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا۔
''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی حتیٰ کہ دجال ظاہر ہو جائے''۔ (طبقات ابن سعد)

غزوات وسرایا(157)

ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ یہاں ابن سعد کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق ذکر کیا جاتا ہے۔

سریہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما(158)

قریش کے قافلے کو روکنے کے لیے ہجرت نبوی ﷺ کے ساتویں مہینے کے آغاز میں ایک قافلہ روانہ کیا گیا۔ یہ پہلا سریہ ہے۔

سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ (159)

وادی رابغ کی طرف روانہ ہوا۔

سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (160)

خرار کی طرف بھیجا گیا۔

157۔ محدثین واہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے جس میں حضور اکرم ﷺ بذات خود شامل ہوں اور جس میں نبی پاک ﷺ بنفس نفیس شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحاب میں کسی کو دشمن کے مقابلے میں بھیج دیں تو وہ لشکر سریہ کہلاتا ہے۔
غزوات کی تعداد ستائیس ہے جن میں سے نو میں قتال وقوع میں آیا اور سرایا کی تعداد پینتالیس ہے۔

158۔ لشکر اسلام کے امیر حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہجرت کے ساتویں مہینے کے آغاز ماہ رمضان میں نبی کریم ﷺ نے اسلام کا پہلا جھنڈا تیار کر کے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ اس جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔ لشکر اسلام تیس مہاجرین پر مشتمل تھا۔ جبکہ لشکر کفار کی تعداد تین سو تھی۔ لشکر کفار کا سردار ابوجہل تھا۔ مقام عیص کے متصل ساحل سمندر پر ہر دو فریق جنگ کے لیے صف آراء ہوئے لیکن مجدی بن عمرو الجہنی نے حائل ہو کر جنگ نہ ہونے دی۔

159۔ حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ساٹھ مہاجرین کی جمعیت کے ساتھ لشکر بطن رابغ کی طرف بھیجا گیا۔ حضرت مسطع بن اثاثہ بن المطلب رضی اللہ عنہ علمدار تھے لشکر کفار کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا اور اس کے قافلے کی تعداد دو سو تھی۔

اس سریہ میں صف آرائی نہ ہوئی اور نہ ہی تلوار چلی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے پہلا تیر کفار کی طرف پھینکا یہ اسلام میں پھینکا جانے والا پہلا تیر تھا۔ پھر دونوں گروہ واپس چلے گئے۔

160۔ یہ سریہ ہجرت سے نویں مہینے کے آغاز میں قافلہ قریش کے قصد سے بھیجا گیا۔ یہ قافلہ بیس مہاجرین پر مشتمل تھا سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے حضرت مقداد بن عمرو بہرانی رضی اللہ عنہ علمدار تھے علم کا رنگ سفید تھا مگر قافلہ قریش ایک دن پہلے خرار کے مقام سے گزر گیا۔

غزوہ ابواء(161)

اسے غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قافلہ قریش کو روکنے کے لیے روانہ ہونے والا پہلا غزوہ تھا۔

غزوہ بواط(162)

اس کا مقصد بھی قریش کے قافلے کو روکنا تھا۔

غزوہ برائے تلاش کرز بن جابر(163)

یہ غزوہ بدر اولیٰ بھی کہلاتا ہے۔ کرز مدینہ طیبہ سے مویشی لوٹ کر لے گیا تھا۔

غزوہ ذات العشیر ہ(164)

اس کا نام ذات العسیر ہ شین کے بجائے سین سے بھی مروی ہے قریش کے قافلے کو

161۔ ہجرت سے بارہویں مہینے کے شروع میں نبی کریم ﷺ ساٹھ مہاجرین کے ساتھ نکلے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا۔ علم بردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے علم کا رنگ سفید تھا۔ اس کو غزوہ ودّان بھی کہتے ہیں۔ ودّان اور ابواء میں چھ میل کا فاصلہ ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کا پہلا غزوہ تھا جنگ کی نوبت نہ آئی اسی دوران آپ ﷺ نے بنوضمرہ کے سردار مجدی بن عمر الضمر ی سے ایک معاہدہ بھی کیا۔

162۔ یہ غزوہ ہجرت کے تیرھویں ماہ کے شروع میں پیش آیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ علم بردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ لشکر اسلام کی تعداد دوسو تھی۔ لشکر کفار کا سردار امیہ بن خلف تھا۔ قافلہ میں قریش کے سو آدمی اور اڑھائی ہزار اونٹ تھے۔ اس غزوہ میں قتال کی نوبت نہ آئی۔ قافلہ بواط کے مقام سے واپس لوٹا جو مدینہ طیبہ سے چار منزل ہے

163۔ ہجرت کے دوسرے سال نبی کریم ﷺ کرز بن جابر فہری (جو کہ مشرکین کا سردار تھا بعد میں ایمان لایا) کی تلاش میں بدر کے نواح میں وادی سفوان تک تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنایا۔ مسلمانوں کے علمبردار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے جھنڈا سفید تھا۔ کرز بھاگ گیا اور آپ ﷺ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

164۔ ہجرت کے سولہویں مہینے کی ابتداء میں نبی کریم ﷺ قافلہ قریش کے قصد سے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ بنا کر ڈیڑھ یا بقول بعض دوسو صحابہ کے ہمراہ نکلے۔ آپ کے ساتھ تیس اونٹ تھے جن پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم باری باری سوار ہوتے۔ آپ ﷺ ذوالعشیر ہ کے مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ قریش چند دن قبل یہاں سے جا چکا ہے۔ علمبردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

روکنے کے لیے روانہ ہوا۔

سریہ حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ (165)

نخلہ کی جانب بھیجا گیا۔

غزوہ بدر (166)

سریہ حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ (167)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اسی موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو خاک آلود پا کر ابو تراب کی کنیت سے سرفراز فرمایا اور اسی غزوہ کے موقع پر آپ نے بنی مدلج سے معاہدہ امن کیا اور بغیر قتال کے واپس آ گئے۔

165۔ ہجرت سے سترہویں مہینے کے شروع میں نبی کریم ﷺ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک خط دے کر آٹھ یا بارہ صحابہ کی معیت میں کفار کے حالات جاننے کے لئے نخلہ کی طرف بھیجا۔ ابن حضرمی اس میں قتل ہوا۔ مسلمان دو قیدی اور مال غنیمت لے کر مدینہ طیبہ کی طرف واپس ہوئے۔

166۔ اسلام کا یہ سب سے بڑا غزوہ ہے اس کا سبب عمرو بن حضرمی کا قتل اور قافلہ قریش کا شام کی طرف سے آنا تھا۔ قافلے کا امیر ابوسفیان تھا۔ بدر اصل میں کنوئیں کا نام تھا بعد میں یہ جگہ بدر کے نام سے مشہور ہوئی۔ بارہ رمضان المبارک دو ہجری کو نبی کریم ﷺ (305) تین سو پانچ صحابہ کو ساتھ لے کر قریش کے تجارتی قافلہ کا راستہ روکنے کے لیے نکلے پھر آٹھ دیگر صحابہ کو بھی آپ نے مال غنیمت سے حصہ دیا اس طرح بدری صحابہ کی کل تعداد 313 بنی تھی۔ لشکر کفار کی تعداد نو سو پچاس (950) تھی۔

سب سے بڑا جھنڈا نبی کریم ﷺ کیساتھ تھا۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ خزرج کا جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ اور اوس کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ۱۷ رمضان المبارک کو دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا جس میں ستر کفار قتل ہوئے جبکہ ستر کو قیدی بنایا گیا۔ مسلمانوں میں سے چودہ شہادت کے مقام عظمیٰ سے سرفراز ہوئے۔ کفار کے لشکر کا سردار ابوجہل تھا۔ اس غزوہ میں کفار کے بڑے بڑے سردار واصل جہنم کیے گئے۔

یہ حق و باطل کے درمیان برپا ہونے والا فیصلہ کن معرکہ تھا قرآن مقدس نے اس کو یوم الفرقان یعنی حق و باطل میں فرق کا دن کہا۔ لشکر اسلام کی اس فتح مبین نے ثابت کر دیا کہ اسلام دنیا میں سر بلند ہو کر رہے گا۔ یہی وہ معرکہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے عریش میں بیٹھ کر لشکر اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دعائیں مانگیں جن میں یہ بھی الفاظ ملتے ہیں۔

"اللھم ان تھلک ھذہ العصابة فلن تعبد فی الارض ابدًا"

اور اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو زمین پر ہمیشہ تیری عبادت نہ کی جائیگی۔

167۔ عصما بنت مروان نبی کریم ﷺ اور اسلام کے خلاف ہجو یہ اشعار کہتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل پر مامور فرمایا جو کہ نابینا تھے۔ مگر انہوں نے انتہائی کامیابی سے اس عورت کا کام تمام کر دیا پھر آپ ﷺ نے ان کا نام عمیر بصیر یعنی بینا رکھا۔

عصما بنت مروان نامی کافرہ عورت کے قتل کے لیے روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ (168)

ان کو ابو عنک یہودی کے قتل کے لیے بھیجا گیا۔

غزوہ بنی قینقاع (169)

غزوہ السویق (170)

اس غزوہ میں ابوسفیان اور اس کے ساتھی سامان کو ہلکا کرنے کے لیے بھاگتے ہوئے ستوؤں کے تھیلے پھینکتے جاتے اور مسلمان انہیں اٹھاتے جاتے تھے اس لیے اس کا نام غزوۃ السویق پڑ گیا۔

غزوہ قرقرۃ الکدر (171)

سریہ قتل کعب بن اشرف (172)

168۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے ابو عنک یہودی کے قتل کی نذر مانی جو کہ سو برس کی عمر کا ایک شاعر تھا اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا۔ 2 ہجری شوال کے مہینے میں حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے میدان میں سوتے ہوئے تلوار اس کے جگر سے پار کر دی۔

169۔ نصف شوال سے یکم ذوقعدہ 2 ہجری تک بنی قینقاع کا محاصرہ جاری رہا۔ بنی قینقاع سے نبی کریم ﷺ نے صلح کا معاہدہ کر رکھا تھا۔ مگر غزوہ بدر کے بعد انہوں نے عہد کو توڑ دیا اور باغی ہو کر قلعہ بند ہو گئے۔ پندرہ روز کے محاصرے کے بعد مغلوب ہو گئے۔ اس مہم کے علمبردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو جلاوطن کر دیا جلاوطنی کے بعد جلد تباہ و برباد ہو گئے۔

170۔ ہجرت کے دوسرے سال غزوہ سویق پیش آیا۔ غزوہ بدر میں شکست کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک محمد (ﷺ) سے بدلہ نہ لے لوں جنابت سے سر نہ دھوؤں گا۔ وہ قسم کو پورا کرنے کے لیے دو سو یا چار سو سوار لے کر نکلا۔ مدینہ منورہ کے قریب مقام عریض میں اس نے ایک نخلستان کو جلایا اور ایک انصاری کو ان کے مزدور سمیت قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تعاقب فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو سو صحابہ کرام تھے۔

171۔ نصف محرم 3 ہجری کو غزوہ قرقرۃ الکدر وقوع پذیر ہوا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس خبر پہنچی کہ قبائل سلیم اور غطفان کا ایک قافلہ جمع ہے۔ آپ ﷺ ان کے تعاقب کے لیے نکلے مدینہ طیبہ میں آپ کے نائب حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ اور علمبردار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ کفار کے ساتھ مقابلہ نہ ہوا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد دو سو تھی مال غنیمت میں پانچ سو اونٹ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

غزوہ غطفان (173)

غزوہ بنی سلیم (174)

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (175)

قردہ کی طرف روانہ کیا گیا جو نجد میں ہے۔

غزوہ احد (176)

172۔ ماہ ربیع الاول میں کعب بن اشرف یہودی کو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ یہ نبی کریم ﷺ اور اسلام کی ہجو میں اشعار کہتا تھا۔ کفار مکہ کو اس نے غزوہ بدر کے بعد اپنی شاعری کے ذریعے بھڑکایا جس پر سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ کعب سے میرا بدلہ کون لے گا؟

اس ارشاد کی وجہ سے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر تن سے جدا کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

173۔ اس غزوہ کو غزوہ انمار بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں دعثور غطفانی نے اسلام قبول کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے پاس خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور محارب کا ایک لشکر آپ ﷺ کو ختم کرنے کے ارادے سے ذی امر کے مقام پر جمع ہے۔ لشکر کا سردار دعثور بن حارث غطفانی تھا۔ لیکن جب آپ ﷺ صحابہ کی معیت میں ان کے تعاقب کے لیے نکلے تو وہ بھاگ گئے اور ان کے سردار نے اسلام قبول کر لیا۔

174۔ جمادی الاولیٰ میں غزوہ بنی سلیم وقوع پذیر ہوا۔ نبی کریم ﷺ تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر بنی سلیم کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مگر لشکر اسلام کے پہنچنے سے قبل وہ لوگ منتشر ہو چکے تھے اس لیے آپ ﷺ دس روز مدینہ طیبہ سے باہر رہنے کے بعد واپس تشریف لے آئے۔

175۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جمادی الثانی ۳ھ کو نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سو افراد پر مشتمل ایک قافلہ قریش کے قافلے کو روکنے کے لیے بھیجا۔ مسلمانوں کے لشکر نے اس قافلے کو پکڑ لیا کفار کے بڑے بڑے سردار فرار ہو گئے۔ انکا سارا مال سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا آپ نے یہ مال مجاہدین میں تقسیم فرما دیا۔

176۔ شوال 3ھ میں غزوہ احد پیش آیا۔ غزوہ بدر میں شکست فاش کے بعد قریش نے ابوسفیان کا سارا مال دارالندوہ میں رکھا ہوا دیکھا تو صفوان بن امیہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل جن کے باپ، بھائی اور بیٹے غزوہ بدر میں قتل ہو چکے تھے ان سرداروں نے ابوسفیان کو کہا کہ اپنے اس تجارتی مال کے نفع سے ہماری مدد کرو تاکہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے ایک لشکر تیار کیا جائے۔ ابوسفیان نے ان کے اس مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے اصل مال، مالکوں کو واپس کر دیا اور نفع لشکر کی تیاری کے لیے دے دیا۔ اُحد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ کفار (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غزوہ حمراء الاسد(177)

سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ(178)

قطن کی طرف روانہ کیا گیا(جو ایک پہاڑ کا نام ہے)

سریہ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ(179)

آپ کو سفیان بن خالد ہذلی کی طرف روانہ کیا گیا۔

نے سات سو زرہ پوش تین ہزار اونٹ، اور دو سو گھوڑوں کے ساتھ تین ہزار افراد پر مشتمل لشکر کے ذریعے مدینہ طیبہ پر مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے حملہ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر لیا۔ جو تین جھنڈوں کے ساتھ کفار کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلا۔ مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اس طرح ایک جھنڈا اوس کے پاس اور ایک خزرج کے پاس تھا۔ راستے میں منافقین کا ایک گروہ علیحدہ ہو گیا۔

اس غزوہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ سمیت ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش کیا جبکہ کفار کے چودہ آدمی واصل جہنم کیے گئے۔ آپ ﷺ بھی اسی غزوہ میں زخمی ہوئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کا خون مقدس زمین پر نہ گرنے دیا۔

177۔ حمراء الاسد مدینہ طیبہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔ غزوہ احد کے دوسرے دن نبی کریم ﷺ نے کفار کے تعاقب کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عنایت فرما کے بھیجا۔ لشکر اسلام نے تین دن حمراء الاسد میں قیام فرمایا اور پھر واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔

178۔ محرم کی ابتداء 4ھ میں یہ سریہ وقوع پذیر ہوا۔ نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا کہ خویلد کے دو بیٹے طلیحہ اور سلمہ اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر برانگیختہ کر رہے ہیں۔ لشکر اسلام کی تعداد ڈیڑھ سو تھی جس میں مہاجرین و انصار شامل تھے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا گیا۔ لشکر اسلام نے مخالفین کی جنگی تیاری سے پہلے ہی ان پر حملہ آور ہونے کا پروگرام ترتیب دیا۔ جس میں وہ کامیاب ہوئے اور مال غنیمت لے کر واپس آ گئے۔

179۔ سفیان بن خالد اپنی قوم کا رئیس تھا۔ لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی مخالفت پر تیار کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا کام تمام کرنے کی غرض سے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بڑی کامیابی سے اس کا سر کاٹ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ سے بطور انعام ایک عصا حاصل کیا۔ ان کی وصیت کے مطابق ان کا عصا ان کے کفن میں رکھا گیا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کو ارشاد فرمایا تھا۔ ''اسے پکڑ کر جنت میں جانا''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ مہم سر کرنے میں اٹھارہ دن لگے۔ 5 محرم سے 25 محرم

سریہ حضرت منذر رضی اللہ عنہ (180)

بئر معونہ کی طرف بھیجا گیا۔

سریہ حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ (181)

چشمہ رجیع کی طرف بھیجا گیا۔

غزوہ بنی نضیر (182)

180۔غزوہ احد کے چار ماہ بعد صفر کے مہینے میں ابو براء کے کہنے پر اس کے ساتھ چالیس جلیل القدر صحابہ کا گروہ بھیجا گیا۔یہ قافلہ معونہ نامی کنوئیں کے پاس جا کر اُترا حضرت حرام بن ملحانی بنی عامر قبیلہ کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس گئے اس بدبخت نے آپ کو شہید کروادیا۔بعد ازاں بنی سلیم قبیلہ کی مندرجہ ذیل شاخوں عصیہ' رعل اور ذکوان کی مدد سے مٹھی بھر مسلمانوں پر ہلہ بول کر ان کو شہید کر دیا۔صحیح بخاری میں صحابہ کی تعداد ستر بیان کی گئی ہے۔ان ستر صحابہ میں سے صرف حضرت کعب بن زید البخاری رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں زندہ بچے جو بعد میں غزوہ خندق میں مقام شہادت پر فائز ہوئے۔
ملخص من (ضیاء النبی ﷺ)

181۔غزوہ احد کے بعد ایک اور دردناک سانحہ پیش آیا جس سے اگر ایک طرف مشرکین کی غداری دھوکا بازی اور سنگدلی کا پردہ چاک ہوتا ہے تو دوسری طرف غلامان حبیب کبریا ﷺ کی جرات واستقامت اور جذبہ جانفروشی پر روشنی پڑتی ہے۔
عضل اور قارہ جو بنی حون بن خزیمہ بن مدرکہ قبیلہ کی دو شاخیں ہیں ان کے چند آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے قبیلوں میں اسلام کو رفتہ رفتہ پذیرائی حاصل ہو رہی ہے لوگ بت پرستی سے دلبرداشتہ ہو کر دین توحید کو قبول کرنے میں دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں اگر حضور اپنے چند مبلغ ہمارے ساتھ بھیجیں تو ہم ان کو اپنے ہمراہ لے جائیں گے وہ لوگوں کو اسلام کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کریں گے۔
مندرجہ ذیل افراد کو آپ ﷺ نے روانہ فرمایا۔مرثد بن ابی مرثد الخثعمی خالد بن بکیر عاصم بن ثابت بن ابی افلح۔ حبیب بن عدی زید بن الاثنیہ۔عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہم۔حضرت مرثد کو امیر مقرر فرمایا۔عضل اور قارہ نے بنی ہذیل قبیلہ کے چشمہ رجیع پر آکر صحابہ کے ساتھ بدعہدی کی کچھ کو وہیں شہید کر دیا اور تین کو گرفتار کر کے مکہ لے جانے کا ارادہ کیا جن میں سے عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ کو مرالظہر ان کے مقام پر شہید کر دیا گیا اور حضرت حبیب اور حضرت زید کو مکہ میں تنعیم کے مقام پر شہید کر دیا۔

182۔ہجرت کے سینتیسویں سال یہ غزوہ وقوع پذیر ہوا۔نبی کریم ﷺ بنو نضیر کے ہاں ان دو آدمیوں کی دیت کے معاملہ میں امداد دینے کے لیے بات چیت کرنے کے لیے تشریف لے گئے جن کو آپ نے امان دی تھی اور عمرو بن امیہ نے ان کو قتل کر دیا تھا تو انہوں نے اعانت کا وعدہ کیا۔
عمرو بن جحاش نے مکان کی چھت پر چڑھ کر آپ ﷺ پر پتھر گرا کر شہید کرنے کا پروگرام بنایا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع کر دیا گیا جس پر آپ نے بنو نضیر کو اپنے شہر سے نکلنے کا حکم ارشاد فرمایا۔لیکن عبداللہ بن (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ)

غزوہ بدر الموعد(183)

غزوہ ذات الرقاع(184)

غزوہ دومۃ الجندل(185)

غزوہ مریسیع(186)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ابی منافق نے ان کو امداد کی یقین دہانی کروائی۔ اس وجہ سے انھوں نے جلاوطنی اختیار نہ کی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عنایت فرما کر ان پر خروج فرمایا۔ بنی نضیر قلعہ بند ہوئے۔ انہوں نے وہاں سے چلے جانے کی اجازت مانگی سرکار نے ان کو اجازت دے دی۔ وہ اپنا سامان جتنا اونٹ اٹھا سکتے تھے وہ بھی لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے پچاس زرہیں پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں اپنے قبضہ میں لے لیں۔ جن کو بیت المال میں جمع کر لیا گیا۔ (الوفا لابن الجوزی رحمہ اللہ)

183۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ ابوسفیان جب احد سے لوٹا تو اس نے کہا کہ اس سال کے اخیر پر تمہارا اور ہمارا مقابلہ بدر صغریٰ کے مقام پر ہوگا جب وقت موعود قریب آیا تو ابوسفیان نے جنگ کے لیے نکلنا پسند نہ کیا لیکن نبی کریم ﷺ سو صحابہ کی معیت میں مقام موعود پر پہنچ گئے اور صحابہ کرام کے ہمراہ سامان تجارت بھی تھا۔ اور بدر صغریٰ بازار تھا جو ذوالقعدہ کا چاند دیکھنے پر لگتا اور اس میں خرید و فروخت ہوتی آپ ﷺ کا جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ابوسفیان مکہ مکرمہ سے نکلا مرالظہر ان پہنچ کر واپس چلا گیا۔ قحط اور خشک سالی کا بہانہ کیا لہٰذا جنگ کی نوبت نہ آئی۔ (الوفاء لابن الجوزی رحمہ اللہ)

184۔ یہ غزوہ ہجرت کے سترھویں مہینہ میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کو اطلاع ملی کہ قبیلہ انمار آپ کے مقابلہ کے لیے متعدد جماعتیں جمع کر رہا ہے۔ آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ذات الرقاع کے مقام پر ان کی گوشمالی کا پروگرام بنایا لیکن سوائے عورتوں کے وہاں آپ نے کسی کو نہ پایا۔ آپ نے ان عورتوں کو قیدی بنا لیا اور واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ اس پہاڑ کی نسبت سے اس غزوہ کو ذات الرقاع کا نام دیا گیا۔ کیونکہ اس میں سرخ سیاہ اور سفید قطعات تھے۔ جو گلیم درویش کی طرح مختلف پیوندوں کا مرقع تھا۔ (الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

185۔ یہ غزوہ ہجرت کے پانچویں سال کے آغاز میں وقوع پذیر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ اس مقام پر ایک بڑی جماعت موجود ہے جو ہر راہ گزر پر ظلم و ستم کرتی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہزار آدمی کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ان کی طرف نکلے اور سباع بن عرفطہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا۔ ان کے مویشیوں اور چرواہوں پر اچانک حملہ فرمایا۔ کچھ بھاگ گئے اور باقی کو قید کر لیا۔ جانوروں پر بھی قبضہ کر لیا اور مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹے۔ الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

186۔ یہ بنی مصطلق کے ایک کنوئیں کا نام ہے اور ان کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا۔ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ نبی کریم ﷺ ان کی گوشمالی اور دفاعی کارروائی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مریسیع کفار کے ایک کنوئیں کا نام تھا اس کو غزوہ بنی مصطلق بھی کہا جاتا ہے۔

غزوہ خندق (187)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کے لیے نکلے کچھ دیر تک صرف تیروں کا تبادلہ ہوتا رہا۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام کو ان پر یکبارگی حملے کا حکم ارشاد فرمایا۔ کفار کے دس آدمی قتل ہوئے اور پھر دوسروں کو قیدی بنالیا گیا۔ مسلمانوں میں سے صرف ایک نے جام شہادت نوش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے مردوں، عورتوں اور اہل وعیال پر چوپاؤں سمیت قبضہ کرلیا۔ جو کہ مجموعی طور پر دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں تھیں۔ انہی قیدیوں میں جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بھی قید ہو کر آئیں جن کو ثابت بن قیس نے مکاتبہ بنایا سرکار دو عالم ﷺ نے بدل کتابت میں ان کی معاونت فرمائی۔ آزادی کے بعد ان کو شرف زوجیت بخشا۔ اس کے بعد تمام قیدیوں کو صحابہ نے آزاد کردیا۔ آپ ﷺ سسرالی کے ساتھ رشتہ بن جانے کی وجہ سے۔
(الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

187۔ پانچ ہجری ذی قعد میں غزوہ خندق وقوع پذیر ہوا۔ بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد انہوں نے قریش کو اپنے ساتھ ملالیا ان کے علاوہ دیگر قبائل عرب غطفان۔ بنو سلیم۔ بنو مرہ۔ اشجع اور بنو اسد وغیرہ بھی انکے ساتھ شامل ہوئے اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔

اور چونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے اور مشورے کے مطابق یہ جنگ کھلے میدان میں نہ لڑی گئی بلکہ مدینہ اور کافروں کے لشکر کے درمیان ایک بہت بڑی خندق کھود کے یہ جنگ ہوئی اس لیے اس کو غزوہ خندق کہتے ہیں۔

اس غزوہ میں بہت سے عرب قبائل شریک ہوئے اور بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ انہوں نے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا اس لیے نئی حکمت عملی کے ساتھ یہ جنگ لڑی گئی اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت بھی مسلمانوں کو حاصل تھی جس کے نتیجے میں کفار کو اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ کفار نے ایک ماہ محاصرہ قائم رکھا لیکن وہ خندق کو عبور نہ کرسکے اس لیے دور سے ہی تیر اور پتھر برساتے رہے۔ ایک دن عمرو بن عبدود وغیرہ چند سواروں نے خندق کو ایک جگہ سے عبور کرلیا جہاں سے اتفاقاً چوڑائی کم تھی۔ عمرو بن عبدود نے مبارزت طلب کی تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا کام تمام کردیا۔ یہ دیکھ کر اس کے باقی ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعد ازاں قریش وقریظہ میں پھوٹ پڑگئی۔ سورۃ احزاب میں اس آندھی کا تذکرہ بھی ہے جو چلی اور اس نے خیموں کی طنابیں اکھیڑ دیں۔ گھوڑے بھاگ گئے کھانے کے دیگچے چولہوں پر الٹ پلٹ ہوگئے۔ سامان رسد ختم ہوگیا اس لیے قبائل عرب نے محاصرہ ختم کردیا۔ اس غزوہ میں سخت جنگ کے سبب عصر ومغرب اور بقول بعض ظہر بھی قضا ہوئی۔

شہداء کی تعداد چھ تھی جن میں اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک ماہ کے بعد انتقال فرما گئے۔ رفیدہ انصاریہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔

خندق کی کھدوائی کے موقع پر سرکار نے شدت بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا صحابہ نے بھی اس سنت پر عمل کر

Marfat.com

غزوہ بنی قریظہ (188)

سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (189)

یہ قرطاء قبیلہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

غزوہ بنی لحیان (190)

غزوہ غابہ (191)

188۔ بنی قریظہ نے غزوہ خندق میں اپنا معاہدہ توڑ دیا جس کی وجہ سے حضرت جبرئیل امین سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور بنی قریظہ کے ساتھ جنگ کرنے کا پیغام دیا۔ جس پر آپ ﷺ نے خندق سے واپسی پر غسل فرما کر آرام بھی نہ فرمایا تھا کہ پھر مسلمانوں کے لشکر کو کوچ کا حکم ارشاد فرمایا۔ آپ نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف آدمی بھیج کر ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ حضرت ابولبابہ سے انہوں نے مشورہ کیا کہ قلعہ سے ہمارے اترنے کی صورت میں ہمارے ساتھ کیا ہوگا تو آپ نے ہاتھ سے گلے کی طرف اشارہ کیا کہ تمہیں ذبح کر دیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا راز فاش کرنے پر آپ نادم ہوئے اور اپنے آپ کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھا پھر اللہ کا حکم اترا ان کی توبہ قبول ہوئی۔

اس کے بعد وہ محاصرہ سے تنگ آ گئے اور قلعہ سے اتر آئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو کہ اوس قبیلہ کے سردار تھے انہوں نے ان کے مردوں کے قتل کا فیصلہ فرمایا اور مویشیوں کو مال غنیمت بنانے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے فرمایا اے سعد تیری قضاء قضاء باری اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا اسی پر عمل کیا گیا۔
(الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

189۔ 6 ہجری 10 محرم الحرام کو 30 سواروں کا قافلہ قرطاء قبیلہ کی طرف روانہ ہوا۔ رات کو سفر کرتے اور دن کو آرام کرتے۔ دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا ایک جماعت کو قتل کیا گیا اور باقی بھاگ گئے۔ ڈیڑھ سو اونٹ اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں آئیں۔ تقریباً 19 دن کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ واپس پہنچا۔

190۔ یہ غزوہ ربیع الاول میں ہجرت کے چھٹے سال وقوع پذیر ہوا یہ لوگ قبیلہ غفار کے پہلو میں رہتے تھے آنحضرت ﷺ نے ان پر حملہ فرمایا تو وہ ادھر ادھر پہاڑوں میں بھاگ گئے اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ (الوفاء لابن جوزی)

191۔ یہ غزوہ ربیع الاوّل چھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ عیینہ بن حصن نے نبی کریم ﷺ کی شیر دار اور قریب الولادت اونٹنیوں پر حملہ کیا۔ اور ان کو ہانک کر لے گیا۔ چرواہے کو قتل کر دیا۔ اس حادثہ کی اطلاع ملنے پر آپ نے حضرت عبداللہ بن مکتوم کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ اپنا جھنڈا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ اور روانگی کا حکم ارشاد فرمایا۔

عیینہ بن حصن اور اس کے ساتھیوں کی لوٹ مار کے بعد سے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے ان کا تعاقب کیا۔ تیر برسا کر ان کو بدحواس کر دیا سب اونٹنیاں چھڑا لیں اور دوسرا سامان بھی ان کو پھینکنے پر مجبور کر دیا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سریہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ (192)

بنی اسد کے چشمہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (193)

ذی القصہ کی طرف بھیجا گیا۔

سریہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (194)

یہ بھی ذی القصہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (195)

عیص کی جانب بھیجا گیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جب سرکار دوعالم ﷺ پہنچے تو آپ نے فرمایا اے مسلمہ تم اپنے جانوروں کے مالک بن چکے ہو لہٰذا اب نرمی کرو اور واپس مدینہ طیبہ آ گئے۔ (الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

اس کو غزوہ ذی قرد بھی کہا جاتا ہے۔

192۔ 6 ہجری ربیع الاوّل کے مہینے میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کی قیادت میں چالیس مجاہدین کا دستہ بنی اسد کے چشمہ غمر مرزوق پر آباد لوگوں کی شرارتوں کا خاتمہ کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ پہلے ہی اطلاع پا کر بھاگ گئے تاہم ایک آدمی کو پکڑ لیا گیا جس نے اونٹوں کی چراگاہوں کی نشاندہی کی اس طرح ان کے اونٹ پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے۔ (ضیاء النبی ﷺ)

193۔ مدینہ طیبہ سے چوبیس میل کے فاصلہ پر ایک آبادی ذی القصہ کے نام سے مشہور ہے۔ محمد بن مسلمہ کو دس مجاہدین کے ساتھ ان کی اصلاح احوال کے لیے بھیجا گیا یہ رات کے وقت وہاں پہنچے اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ ان لوگوں کو پتہ چلا تو ان کے سو آدمی مسلح ہو گئے۔ انھوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کر کے سب کو تہ تیغ کر دیا صرف محمد بن مسلمہ بچے وہ بھی شدید زخمی تھے۔ (ضیاء النبی ﷺ)

194۔ 6 ہجری ربیع الاوّل میں سرکار دوعالم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو چالیس مجاہدین کا امیر بنا کر ذی القصہ کی طرف روانہ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ بنی ثعلبہ اور انمار کے علاقوں میں سخت خشک سالی تھی جس علاقہ میں انہیں بادل برسنے کی اطلاع ملتی وہاں پہنچ جاتے۔ انھوں نے مسلمانوں کی ھیفاء نامی چراگاہ پر حملہ کر کے مویشی چرانے کا پروگرام بنایا۔ سرکار دوعالم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ ان کا صرف ایک آدمی پکڑا گیا مسلمانوں نے اونٹوں کا گلا اور کچھ گھریلو سامان اٹھایا اور واپس آ گئے۔ (ضیاء النبی ﷺ)

195۔ یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ عراق کے راستہ سے شام جا رہا ہے اور اس کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (196)

بنی سلیم کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (197)

طرف کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (198)

حسمی کی جانب بھیجا گیا۔

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (199)

وادی قری کی جانب بھیجا گیا۔

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (200)

دومۃ الجندل کی جانب روانہ کیا گیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) پاس بڑا ساز وسامان ہے اور چاندی کی کافی مقدار بھی۔ فرات بن حیان العجلی اس قافلہ کا راہبر ہے۔ رحمت للعالمین ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو ایک سو ستر سواروں کا امیر بنا کر اس قافلے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ ابو العاص بن ربیع، حضور کی صاحبزادی حضرت زینب کے شوہر اور مغیرہ بن العاص گرفتار کیے گئے اور سارے سامان پر قبضہ کر لیا ابو العاص کی پناہ قبول کی گئی اور سارا سامان واپس کر دیا گیا۔ یہی حسن خلق ابو العاص کے ایمان کا سبب بنا۔ (ضیاء النبی ﷺ)

196۔ چھ ہجری ربیع الاول میں بنی سلیم کی طرف جموم کے مقام پر یہ دستہ بھیجا گیا۔ اونٹ، بکریاں اور قیدی غنیمت میں حاصل ہوئے بنی مزنیہ قبیلہ کی عورت حلیمہ اور اس کے خاوند کو گرفتار کیا گیا۔

197۔ چھ ہجری جمادی الاخری کو یہ دستہ چشمہ کی طرف بھیجا گیا۔ یہ چشمہ مدینہ طیبہ سے 36 میل دور ہے۔ حضرت زید بن حارثہ کے ہمراہ پندرہ مجاہدین کا دستہ تھا۔ دشمن بھاگ گیا۔ بیس اونٹ اور بکریاں بطور غنیمت حاصل ہوئیں۔

198۔ چھ ہجری جمادی الثانی کو یہ سریہ وقوع پذیر ہوا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو حسمی کے مقام پر لوٹ لیا گیا۔ سوائے جسم کے پرانے کپڑوں کے کچھ نہ بچا۔ حضرت دحیہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی آپ نے حضرت زید کو پانچ سو کے دستے کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ صبح کے وقت اس لشکر نے حملہ کیا۔ ایک ہزار اونٹ، پانچ ہزار بکریاں، ایک سو عورتیں اور بچے قیدی بنائے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام کو آزاد فرما دیا اور مال بھی واپس لوٹا دیا۔

199۔ چھ ہجری رجب المرجب میں یہ سریہ وقوع پذیر ہوا۔

200۔ ٦ ہجری ماہ شعبان میں نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سریہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (201)

بنی سعد بن بکر کی طرف بھیجا گیا۔

سریہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (202)

ام قرفہ فاطمہ بنت ربیع کے قتل کے لیے وادی قریٰ روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ (203)

ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے بھیجا گیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اور انہیں حکم دیا کہ دومۃ الجندل میں جا کر بنی کلب قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیں سات سو مجاہد آپ کے ساتھ روانہ کیے انہیں رخصت کرنے سے پہلے اپنے سامنے بٹھایا جو عمامہ انہوں نے باندھا ہوا تھا اسے کھول کر اپنے دست مبارک ان کے سر پر باندھا نیچے والا شملہ ان کے کندھوں کے درمیان لٹکا دیا پھر فرمایا اے عوف کے فرزند! عمامہ اس طرح باندھا کرو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے آقا کی دعاؤں اور توجہات کے سائے میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ تیسرے دن کی تبلیغ کے اثر سے اس قبیلہ کے رئیس اصبغ بن عمرو الکلبی نے اسلام قبول کیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے اس کی بیٹی تماضر کے ساتھ نکاح کیا۔ تماضر شرف صحابیت سے بہرہ ور ہوئی ان کے بطن سے آپ کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابوسلمہ رکھا گیا۔ (ضیاء النبی ﷺ)

201۔ بنوسعد بن بکر کا قبیلہ فدک کے علاقہ میں آباد تھا ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ یہودیوں کی امداد کے لیے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے بر وقت فتنہ کی اس آگ کو بجھانے کے لیے چھ ہجری ماہ شعبان میں سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو انکی گوشمالی کے لیے بھیجا۔ فدک اور خیبر کے غمج نامی چشمہ پر آپ کو بنوسعد کا جاسوس مل گیا جس کو پکڑ لیا گیا اس نے جان کی امان پر اپنے لشکر کی اقامت گاہ اور مویشیوں کی چراگاہ تک لشکر اسلام کو پہنچا دیا لیکن بنوسعد مسلمانوں کا سن کر تتر بتر ہو چکے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ اپنے مجاہدین کو ساتھ لے کر مویشیوں کو ہانک کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ (ضیاء النبی)

202۔ یہ سریہ ماہ رمضان چھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو قبیلہ فزارہ کی ایک شاخ بنی بدر کے بہت سارے لوگوں نے حضرت زید اور آپ کے ساتھیوں کو بہت مارا پیٹا اور سارا سامان بھی چھین لیا۔ واپسی پر سارا ماجرا حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے ایک لشکر ان کے ساتھ بھیجا لشکر اسلام نے ایسی حالت میں دشمن پر حملہ کیا جب وہ غفلت کی نیند سو رہے تھے۔ ان کے کئی آدمی مارے گئے۔ ام قرفہ اور اس کی لڑکی جاریہ کو قید کر لیا گیا۔ ام قرفہ ایک گستاخ اور زبان دراز عورت تھی اس لیے مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس سریہ کے نتیجے میں حضرت زید کو گلے لگایا اور چوما۔

203۔ ابورافع سلام بن ابی الحقیق نے مسلمانوں کے خلاف ایک لشکر خیبر کے مقام پر جمع کیا جس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو مل گئی۔ آپ نے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیار فرمایا کہ وہ ابورافع کو اپنے پروگرام (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سریہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (204)

اسیر بن زارم یہودی کو قتل کرنے کے لیے خیبر بھیجا گیا۔

سریہ حضرت کرز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ (205)

عرنیین کے تعاقب میں بھیجا گیا۔

سریہ حضرت عمرو بن امیہ حضرت سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما (206)

دونوں حضرات کو ابوسفیان کے قتل کے لیے مکہ معظمہ روانہ کیا گیا

غزوہ حدیبیہ (207)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) سے پہلے ہی قتل کر دیں۔ مجاہدین رات کے وقت اس کے مکان میں داخل ہوئے اور اس کا کام تمام کر دیا۔

204۔ ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے بعد اسیر بن زارم یہودیوں کا رئیس بنا۔ اس نے ابورافع کے منصوبہ پر عمل درآمد کرنے کا پروگرام بنایا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس مجاہدین کی ایک جماعت کو اس کا کام تمام کرنے کے لیے روانہ فرمایا جنہوں نے اسیر بن زارم سمیت کئی اور کافروں کو بھی واصل جہنم کر دیا۔ مسلمانوں کی جماعت کے امیر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ سریہ چھ ہجری ماہ شوال میں پیش آیا۔

205۔ چھٹے سال ماہ جمادی الثانی میں یہ واقع پیش آیا۔ امام بخاری نے اپنے صحیح میں حضرت انس سے جو روایت نقل کی ہے اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ قبیلہ عکل یا عرینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے لیکن وہاں کی آب وہوا انہیں موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ حضور کریم ﷺ نے انہیں وہاں جانے کا حکم دیا جہاں بیت المال کی شیر دار اونٹنیاں چرتی تھیں اور انھیں فرمایا کہ تم ان اونٹنیوں کا بول اور دودھ پیا کرنا وہ وہاں چلے گئے اور ایسا کرنے سے جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے اونٹنیوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹنیاں لے کر بھاگ گئے۔ صبح سویرے اس کی اطلاع حضور ﷺ کو ہوئی۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے تعاقب میں سوار بھیجے جب کافی دن چڑھ آیا تو یہ سواروں کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور کے حکم پر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیری گئیں۔ انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا وہ پانی طلب کرتے تھے اور انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ (ضیاء النبی بحوالہ صحیح بخاری)

206۔ نبی کریم ﷺ نے ان دو مجاہدوں کو ابوسفیان کے قتل پر مامور فرمایا۔ یہ دونوں بڑے بہادر اور شجاع تھے۔ قریش نے ان کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے بعد قید کر لیا تھا اس وجہ سے یہ ابوسفیان کو کیفر کردار تک نہ پہنچا سکے تاہم اس کے علاوہ تین کافروں کو قتل کر ڈالا اور واپس مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔

207۔ ہجرت کے چھٹے سال رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو عمرہ کے لیے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

غزوہ خیبر (208)

سریہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (209)

عسبلا کے پاس تربہ کی طرف یہ دستہ بھیجا گیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نکلنے کا حکم فرمایا۔ سرکار نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔ اپنے ساتھ سوائے نیاموں میں مستور تلواروں کے کچھ نہ لیا۔ ذوالحلیفہ میں نماز ظہر ادا فرمائی قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنائے اوران کا اشعار (کوہان کے ساتھ تیر سے تھوڑا سا زخم لگانا) کیا۔

مشرکین مکہ کو جب پتہ چلا تو انہوں نے راستے میں ہی لشکر کو روکنے کا پختہ ارادہ کرلیا اور مقام بلدح پر پڑاؤ ڈال دیا اور دوسو شاہسوار کراع غمیم پر بھیج دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف ادا فرمائی اور سفر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ ایک گھاٹی پر پہنچ کر آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور کوشش کے باوجود نہ اٹھی۔ بالآخر سرکار نے اس اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی حتیٰ کہ آپ نے قافلہ کو حدیبیہ کے ایسے مقام پر اترنے کا حکم دیا جہاں پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ موجود تھا۔ آپ نے اس میں اپنا نیزہ گاڑ دیا تو وہ جاری کنوئیں کی طرح پانی کے ساتھ ابلنے لگا۔ صحابہ نے خود بھی اس سے پیا۔ اور چلو بھر بھر کر نکالتے بھی رہے۔

مشرکین نے عمرہ سے روک دیا آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مذاکرات کے لیے بھیجا انہوں نے آپ کو طواف کی اجازت دے دی لیکن آپ نے نبی کریم ﷺ کے بغیر طواف سے انکار کر دیا ادھر آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی جس پر حضور نے صحابہ سے بیعت لی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ''لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونك تحت الشجرۃ '' ہے اس کے بعد صلح کا معاہدہ تحریر ہوا جس میں بظاہر مسلمانوں کے خلاف شرائط تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس صلح نامہ کو فتح مبین قرار دیا۔ اس صلح نامہ کو حضرت علی نے تحریر کیا اور کفار کا نمائندہ سہیل بن عمرو تھا۔ حضرت ابو جندل کو اسی صلح نامہ کی وجہ سے مدینہ طیبہ آنے کی اجازت نہ ملی۔ آپ ﷺ نے اس مقام پر قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا اور واپس مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ واپسی پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی۔ ماخوذ (الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

208۔ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف نکلے جب اچانک صبح کے وقت یہود خیبر نے آپ کو اپنے مجاہدین کے ہمراہ اپنے شہر میں موجود پایا تو فوراً اپنے قلعہ جات کی پناہ لی اور ان میں داخل ہو کر اپنا تحفظ کرنے کی کوشش کی اور اہل اسلام کے ساتھ دفاعی جنگ شروع کی۔ اس جنگ میں انتالیس یہودی قتل ہوئے اور پندرہ مسلمانوں نے جام شہادت کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے تمام قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرلیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے نامی گرامی پہلوان مرحب کی مبارزت پر ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس قلعہ کی فتح کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ (الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

209۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیس سواروں کے ایک دستہ کا قائد بنا کر بنو ہوازن کی ایک شاخ بنو نصر بن معاویہ اور بنو جشم بن بکرہ جو تربہ کے موضع میں رہائش پذیر تھے کی فتنہ انگیزیوں پر قابو پانے کیلئے روانہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

سریہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (210)

بنی کلاب کی سرزنش کے لیے نجد بھیجا گیا۔

سریہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ (211)

فدک کی طرف بھیجا گیا۔

سریہ حضرت غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ (212)

منیعہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت بشیر بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ (213)

یمن اور جبار کی طرف روانہ کیا گیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فرمایا اور بنی ہلال کے ایک شخص کو ان کا دلیل راہ مقرر فرمایا۔ لیکن وہ اطلاع پا کر پہلے ہی بھاگ گئے اور آپ صحیح سلامت واپس مدینہ چلے گئے۔ یہ سات ہجری کو بھیجا گیا۔ (ضیاء النبی ﷺ)

210۔ سلمہ بن اکوع نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دستہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بنو فزارہ کی گوشمالی کے لیے بھیجا۔ رات بنو فزارہ کے چشمہ پر گزارنے کے بعد صبح دشمن پر لشکر نے حملہ کیا۔ دشمن کے کچھ لوگ قتل کر لیے گئے اور عورتوں کو قیدی بنا کر ایک لڑکی سلمہ بن اکوع کو دے دی گئی جو حضور نے ان سے لے کر مکہ بھیجی اور اسے بطور فدیہ دے کر کفار کے قبضہ سے غریب اور نادار مسلمان مرد اور عورتیں آزاد کروائیں۔ یہ سریہ بھی سات ہجری میں بھیجا گیا۔

211۔ سرکار دو عالم ﷺ نے تیس سواروں کا ایک دستہ بنو مرہ قبیلہ کی گوشمالی کے لیے روانہ فرمایا اور اس کی قیادت حضرت بشیر بن سعد کے سپرد کی۔ جب یہ دستہ بنو مرہ کے علاقہ میں پہنچا تو ان کے جانوروں کو ہانک لیا تو بنو مرہ نے لڑائی شروع کر دی اور ان کے ساتھیوں کو انہوں نے تہ تیغ کر دیا۔ بشیر بن سعد جان بچا کر مدینہ منورہ پہنچے اور حضور کی بارگاہ میں سارا ماجرا بیان کیا حضور ﷺ نے جلیل القدر صحابہ کا ایک جتھہ تیار کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ بنو مرہ کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اس غزوہ میں ہر مجاہد کو دس دس اونٹ اور سو سو بکریاں حصہ میں آئیں یہ سات ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ (ضیاء النبی ﷺ)

212۔ سات ہجری ماہ رمضان میں نبی کریم ﷺ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک سو تیس مجاہدین کے ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ کیا تا کہ جانب نجد مدینہ طیبہ سے آٹھ برید کے فاصلے پر اہل منیعہ پر حملہ کریں اور ان کی سرکوبی کریں۔ ان مجاہدین نے ان کے مرکز منیعہ میں پہنچ کر ان پر یلغار کی جو سامنے آیا اس کو تہ تیغ کر دیا۔ اور کثیر تعداد میں اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہانک کر لے آئے۔ (ضیاء النبی ﷺ بحوالہ محمد رسول اللہ)

213۔ سات ہجری ماہ شوال میں بشیر بن سعد کو یمن اور خباب کے علاقہ کی طرف بھیجا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ جبل بن نویرہ نے اطلاع دی کہ بنو غطفان کے چند شر پسند یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور عیینہ بن حصین کے ساتھ ساز باز (بقیہ اگلے صفحہ پر)

عمرۃ القضیہ (214)

سریہ حضرت ابن ابی عوجاء رضی اللہ عنہ (215)

بنی سلیم کی طرف بھیجا گیا۔

سریہ حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (216)

بنی ملوح کی سرزنش کے لیے روانہ کیا گیا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کر کے مدینہ طیبہ کے اطراف واکناف پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مشورہ پر نبی کریم ﷺ نے بشیر بن سعد کو تین سو مجاہدوں کا امیر بنا کر ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہ لشکر خباب کی سمت میں یمن اور جبار کی بستیوں کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے آگے بڑھا اور سلاح نامی بستی میں خیمہ زن ہوا۔ بنو غطفان کے چرواہے اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے اور لشکر اسلام نے اونٹوں پر قبضہ کر لیا۔ عیینہ کا ایک جاسوس قتل ہوا اور دو آدمی جنگی قیدی بنا لیے گئے۔ (ضیاء النبی ﷺ)

214۔ ۶ ہجری ماہ ذیقعد میں نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تھے۔ اہل مکہ کی مزاحمت پر عمرہ نہ ہو سکا اور فریقین کے درمیان صلح کا معاہدہ طے پایا۔ اسی عمرہ کی قضاء کے لیے ۷ ہجری ماہ ذیقعد میں نبی کریم ﷺ نے دوبارہ صحابہ کو تیاری کا حکم فرمایا۔

حضرت ابورہم کو مدینہ طیبہ کا والی مقرر فرمایا۔ قربانی کے اونٹوں کے گلوں میں قلادے ڈالے اللہ تعالیٰ کا محبوب اپنے دو ہزار جانثار صحابہ کے ہمراہ ذی الحج کی چار تاریخ کو صبح مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ناقہ قصواء پر سوار تھے اور عبداللہ بن رواحہ نے نکیل پکڑی ہوئی تھی۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صفاء و مروہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سعی فرمائی اور مروہ کے قریب قربانی کے اونٹ ذبح کیے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کا حکم فرمایا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح بھی اس عمرہ کے دوران فرمایا۔

215۔ سات ہجری ذی الحج کے مہینے میں پچاس مجاہدین پر مشتمل ایک دستہ بنی سلیم کی طرف بھیجا گیا۔ بنو سلیم کا ایک جاسوس لشکر اسلام میں ہونے کی وجہ سے کفار نے پہلے تیاری بھرپور کر لی تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا۔ حضرت ابن ابی عوجاء بھی زخمی حالت میں مراجعت فرمائے مدینہ طیبہ ہوئے۔

216۔ آٹھ ہجری صفر المظفر کے مہینے میں یہ مہم پیش آئی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک دستہ بنی ملوح کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ مسلمانوں نے ان کے مویشیوں پر قبضہ کر لیا اور واپس لوٹے۔ بعد ازاں بنی ملوح نے لشکر اسلام کا تعاقب کیا لیکن سیلاب دو گروہوں کے درمیان حائل ہو گیا جس کی وجہ سے جنگ نہ ہو سکی۔

سریہ حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (217)

فدک کی طرف روانہ کیا گیا جہاں حضرت بشیر بن سعد کے ساتھی شہید ہوئے تھے۔

سریہ حضرت شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ (218)

بنی عامر کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔

سریہ حضرت کعب بن عمیر غفاری رضی اللہ عنہ (219)

ذات اطلاع جو کہ وادی قریٰ سے آگے ہے اس کی طرف بھیجا گیا۔

سریہ موتہ (220)

اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

217۔ سات ہجری میں مسلمانوں نے فدک پر حملہ کیا جس میں کافی نقصان اٹھانا پڑا آٹھ ہجری کو دوبارہ حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دوسو مجاہدین پر مشتمل ایک لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔ جس میں مجاہدین کامیاب واپس لوٹے۔

218۔ آٹھ ہجری ماہ ربیع الاوّل میں حضرت شجاع بن وہب اسدی کی قیادت میں یہ سریہ وقوع پذیر ہوا۔ مسلمانوں کا دستہ کامیابی اور غنیمت کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹا۔

219۔ آٹھ ہجری ربیع الاوّل میں یہ سریہ وقوع پذیر ہوا دستہ اسلام کی کل تعداد پندرہ تھی جن میں سے چودہ مجاہدین مقام شہادت پر فائز ہوئے۔ یہ جماعت وادی قریٰ سے آگے ذات اطلاع کی طرف روانہ کی گئی تھی۔

220۔ آٹھ ہجری جمادی الاوّل میں یہ مہم پیش آئی۔ کثرت تعداد کی وجہ سے اسے غزوہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس جنگ کا سبب حضرت حارث بن عمیر ازدی کی شہادت تھی جو حضور ﷺ کے قاصد بن کر امیر بصریٰ یا قیصر روم کی طرف جارہے تھے موتہ کے مقام پر شرجیل بن عمرو غسانی نے جو کہ شام کا گورنر تھا آپ کو شہید کر دیا۔ اس تکلیف دہ خبر کو سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے تین ہزار کا لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں موتہ کے مقام کی طرف روانہ فرمایا۔ ادھر قیصر روم و عرب کی ایک لاکھ فوج لے کر زمین بلقاء (شام و وادی قریٰ کے درمیان) میں خیمہ زن ہوا۔

سرکار دو عالم ﷺ کی ہدایت کے مطابق علم پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اٹھایا ہوا تھا ان کی شہادت کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تھاما۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اٹھا لیا۔ حضرت عبداللہ کی شہادت کے بعد قیادت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئی سارے مجاہدین بڑی جرات اور بہادری کے ساتھ لڑتے رہے۔ حضرت جعفر کا دایاں بازو کٹا تو انہوں نے علم بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو علم کو سینے کے ساتھ لگا لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق نوے سے زائد تلواروں اور برچھیوں کے

سریہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (221)

وادی قریٰ سے آگے ذات السلاسل کی جانب بھیجا گیا۔

سریہ خبط (222)

اس سریہ کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے سفر کے دوران لشکر نے فاقہ برداشت کیا اور درختوں کے پتوں سے اپنے پیٹ بھرے۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر سے ایک بھاری بھرکم مچھلی نکالی۔

سریہ حضرت ابوقتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ (223)

مقام خضرہ جو نجد کے علاقہ میں محارب قبیلہ کی قیام گاہ تھی اس کی جانب بھیجا گیا۔

سریہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (224)

زخم ان کے جسم کے سامنے لگے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ اس سارے منظر کا مشاہدہ مدینہ طیبہ سے کرتے رہے آپ نے حضرت جعفر کو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے دیکھا اسی وجہ سے آپ کو جعفر طیار کہا جاتا ہے بارہ مجاہدین شہید ہوئے۔

221۔ ۸ ہجری ماہ جمادی الثانی میں بنی قضاعہ کی سازش کو ناکام بنانے کے لیے حضرت عمرو بن عاص کی قیادت میں تین سو مجاہدین پر مشتمل لشکر نبی کریم ﷺ نے روانہ فرمایا۔ اس سریہ کو ذات السلاسل بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ کفار نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا تاکہ کوئی بھی جنگ سے بھاگ نہ سکے۔ اس لشکر میں انصار و مہاجرین کے چیدہ چیدہ افراد شامل تھے۔ قریب جانے پر معلوم ہوا کہ لشکر کفار کی تعداد زیادہ ہے اس لیے دوبارہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ رابطہ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے دو سو مجاہدین پر مشتمل کمک روانہ فرمائی جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ مجاہدین نے اتنے زوردار انداز میں جنگ کی کہ کفار صرف ایک گھنٹہ جنگ جاری رکھ سکے اس کے بعد تتر بتر ہو گئے۔ لشکر اسلام نے تین دن تک وہیں قیام کیا۔

222۔ ۸ ہجری ماہ رجب میں روانہ ہونے والے اس لشکر کے قائد حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے۔ جبکہ لشکر اسلام کی تعداد تین سو کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔ مگر جنگ کی نوبت نہ آئی اور بغیر جنگ کے لشکر اسلام بخیر و عافیت واپس لوٹا تاہم بھوک کی تکالیف اس سفر میں مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑیں۔

223۔ اس کی تاریخ کے بارے میں معلوم نہیں ہے تاہم ترتیب کے اعتبار سے 8 ہجری میں ہی معلوم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے دستہ کی تعداد تقریباً پندرہ تھی۔ بہت سا مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوا۔

224۔ ۸ ہجری رمضان المبارک میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آٹھ افراد پر مشتمل دستہ وادی اضم کی طرف بھیجا گیا۔ جنگ نہ ہوئی اس لیے بعد میں یہی دستہ فتح مکہ کے لیے جانے والے لشکر کے ساتھ شامل ہو گیا۔

وادی اضیم کی طرف بھیجا گیا۔

غزوہ فتح (225)

سریہ حضرت خالد بن ولید (226)

عزیٰ نامی بت کو توڑے کے لیے بھیجا گیا جو نخلہ میں نصب تھا اور ان کا سب سے بڑا بت تھا۔

سریہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (227)

ہذیل قبیلہ کے سواع نامی بت کو گرانے کے لیے روانہ کیا گیا۔

سریہ سعد بن زید اشہلی رضی اللہ عنہ (228)

مثلل میں منات (نامی بت) کو گرانے کے لیے روانہ کیا گیا جو کہ اوس خزرج اور غسان قبائل کا معبود تھا۔

225۔ سرکار دو عالم ﷺ نے غزوہ فتح مکہ کی تیاری کو مخفی رکھا۔ مدینہ منورہ پر حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو نائب مقرر فرمایا اور دس ہزار اہل اسلام کے ہمراہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آ کر ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے کمال کرم فرماتے ہوئے ابوسفیان کے گھر کو دارالامان بنا دیا۔ تمام معافی کا اعلان فرمایا البتہ چھ مردوں اور چار عورتوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جن میں سے بعض کو پھر پناہ دے دی ایک مقام پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ٹکراؤ ایک جماعت کے ساتھ ہوا جس میں قتال کی نوبت بنی علاوہ ازیں حالات پرسکون رہے۔ سرکار ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوئے۔ بعض اہل مکہ نے برضاء و رغبت ایمان قبول کیا اور بعض نے مجبوراً سرکار نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک فرما دیا۔

226۔ سنہ آٹھ ہجری ماہ رمضان المبارک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تیس صحابہ کرام کا امیر بنا کر عزیٰ کو پاش پاش کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ آپ نے ایک عورت کو قتل کیا اور بت کو توڑ ڈالا۔

227۔ سواع، ہذیل قبیلہ کا بت تھا جس کی وہ پرستش کیا کرتے تھے آٹھ ہجری رمضان المبارک میں اس کو گرانے کے لیے حضرت عمرو بن عاص کو روانہ کیا گیا۔ انہوں نے اس بت کے خادم کی موجودگی میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس کے نتیجہ میں خادم نے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔

228۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن زید اشہلی کو بیس سواروں کے ساتھ منات کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے بھیجا۔ اس کے پاس بھی خادم تھا جس نے کوئی تعرض نہ کیا پھر ایک سیاہ فام عورت واویلا اور سینہ کوبی کرتے ہوئی نکلی جس کو قتل کر دیا گیا اور بت کو پاش پاش کر دیا گیا۔ اس دن رمضان المبارک کی چوبیس تاریخ تھی۔

سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (229)

کنانہ کی شاخ بنوخزیمہ کی طرف بھیجا گیا۔

غزوہ حنین (230)

اس کو غزوہ ہوازن بھی کہتے ہیں۔ حنین ایک وادی کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے تین راتوں کی مسافت پر ہے وہاں پر یہ معرکہ ہوا۔

سریہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ (231)

عمرو بن دوسی کے بت ذی الکفین کو گرانے کے لیے روانہ کیا گیا۔

غزوہ طائف (232)

229۔ آٹھ ہجری شوال میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چند مجاہدین کے ہمراہ بنوخزیمہ کو ایمان کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا۔ آپ کی دعوت سے قبل ہی بنوخزیمہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا مگر آپ نے ان کو قید کر دیا۔ مجاہدین نے چند قیدیوں کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کو جب خبر ملی تو آپ نے مقتولین کا خون بہا ادا فرمایا۔

230۔ شوال 8 ہجری کو لشکر اسلام روانہ ہوا۔ فتح مکہ کا اثر قبائل عرب پر اچھا پڑا وہ اب تک اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ محمد ﷺ اور ان کی قوم کو آپس میں نپٹ لینے دو۔ اگر وہ قریش پر غالب آ گئے تو سچے پیغمبر ہیں۔ اس وجہ سے جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کی کوشش کی۔ مگر بنی ہوازن کا قبیلہ جو مکہ و طائف کے درمیان رہائش پذیر تھا اس فتح پر سخت برافروختہ ہوا۔ وہ اس سے پہلے ہی جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے فتح مکہ کے بعد انہوں نے چند اور قبائل بھی ساتھ شامل کر لیے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جس پر انہوں نے فخر کیا۔ بنو ہوازن نے پہلی ہی صف بندی کر لی عورتوں اور بچوں کو بھی وہ ساتھ میدان جنگ میں لے آئے تاکہ ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے۔ پہلے حملے میں مسلمان ان پر غالب آ گئے مگر غلبہ کے فوراً بعد مال غنیمت کو جمع کرنے میں مصروف ہو گئے جس کی وجہ سے دوبارہ حملے کے بعد لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے نبی کریم ﷺ تنہا یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ "انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب" ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پکارنے لگے۔ "یا معشر الانصار، یا اصحاب السمرہ یا اصحاب البقرہ" اس آواز پر دوبارہ لشکر اسلام نے لبیک کہا اور پلٹ کر حملہ کر دیا تائید ایزدی بھی حاصل ہوگئی جس کی وجہ سے مسلمان پھر غالب آ گئے سرکار دوعالم ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور کفار کے منہ پر پھینک دی جس سے کوئی کافر بھی نہ بچ سکا۔ لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی۔

231۔ آٹھ ہجری ماہ شوال میں حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے ذی الکفین کو گرا کر اس کے چہرے کو آگ لگا دی۔

232۔ رسول خدا ﷺ حنین سے طائف کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ ثقیف کو اس کی سرکشی اور (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سریہ عیینہ بن حصن فزاری۔(233)

بنو تمیم کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا۔

ولید عقبہ کو نبی کریم ﷺ نے بنی مصطلق کے پاس صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔قبیلہ کے لوگ اس کی آمد کی خبر سے خوش ہو کر استقبال کے لیے نکلے۔ولید واپس آ گیا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا کہ وہ ہتھیار بند ہو کر اس سے ملنے کے لیے آئے تھے۔آپ نے ان کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔جب ان کے ہاں یہ خبر پہنچی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حالات عرض کرنے کے لیے حاضر ہوئے اس موقع پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بدکرداری کا مزہ چکھائیں اور ہوازن سے گٹھ جوڑ کر کے اہل اسلام کے خلاف کاروائی کے منصوبے بنانے کی سزا دیں۔ثقیف قلعہ بند ہو گئے اور سال بھر کے ضروری اخراجات کو قلعہ میں جمع کر لیا اور جنگ کی مکمل تیاری کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے قلعہ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ثقیف نے قلعہ کے اندر سے مسلمانوں پر تیر پھینکنے شروع کر دیے آپ ﷺ نے اٹھارہ دن تک ان کا محاصرہ فرمایا اور قلعہ توڑنے کے لیے منجنیق کو نصب فرمایا اور ساتھ ہی یہ اعلان فرمایا کہ جو قلعہ سے نیچے اترے گا وہ آزاد ہوگا۔اس اعلان پر چودہ پندرہ بندے قلعہ سے اتر آئے ان میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو ایک چرخی کے ذریعے سے اترے تھے اس بناء پر ان کو ابو بکر کا لقب دیا گیا۔

آنحضرت ﷺ کو اس سال طائف فتح کرنے کا اذن نہ ملا اس لیے آپ بغیر جنگ کے واپس مدینہ طیبہ آ گئے۔

(الوفاء لابن الجوزی علیہ الرحمۃ)

233۔9 ہجری ماہ محرم میں سرکار دو عالم ﷺ نے بشر بن سفیان الکعبی کو قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ بنو کعب کی طرف ان کے صدقات وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔بنو کعب اس وقت ایک چشمہ کے قریب فروکش تھے جس کا نام ''ذات الاشطاط'' تھا۔بنو تمیم کا قبیلہ بھی اسی چشمہ کے قریب رہائش پذیر تھا بنو کعب نے اپنے صدقات بشر بن سفیان کی خدمت میں بصد مسرت پیش کر دیے بنو تمیم جو کہ حد درجہ کے کنجوس اور خسیس طبیعت کے مالک تھے انہیں یہ بات اچھی نہ لگی۔انھوں نے حضرت بشر کو روک لیا۔بشر بن سفیان نے چپکے سے جا کر سرکار کی بارگاہ میں اطلاع دی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے عیینہ بن حصن فزاری کو بنو تمیم کی سرکوبی کے لیے پچاس مجاہدین کے ہمراہ بھیجا جن کا تعلق عرب کے مختلف قبائل سے تھا ان میں نہ کوئی انصاری تھا اور نہ ہی مہاجر یہ قافلہ اس صحراء تک پہنچا جہاں بنو تمیم سکونت پذیر تھے جب انھوں نے مجاہدین کو دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔مسلمانوں نے بنو تمیم کے گیارہ مرد اکیس عورتیں اور تیس بچوں کو قیدی بنا لیا اور انہیں مدینے لے آئے۔

اگر کوئی فاسق تمہیں کوئی خبر پہنچائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

سریہ حضرت قطبہ بن عامر بن جدیدہ رضی اللہ عنہ (234)

قبیلہ خثعم کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ (235)

بنی کلاب کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت علقمہ بن مجرز مدلجی رضی اللہ عنہ (236)

حبشہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (237)

234۔ ۹ ہجری ماہ صفر میں سرکار دو عالم ﷺ نے قطبہ بن عامر کو بیس مجاہدین کا امیر بنا کر مکہ کے گردونواح میں ''تبالہ'' کی سمت میں آباد قبیلہ خثعم کی طرف بھیجا۔ بیس مجاہدین کے پاس دس اونٹ تھے جن پر وہ باری باری سفر کرتے۔ قطبہ بن عامر کو دشمن پر دھاوا بول دینے کا حکم تھا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کا رن پڑا فتح لشکر اسلام کو ہوئی بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں حاصل ہو گئیں جن کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا اور عورتوں کو یرغمال بنا لیا گیا۔

235۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ضحاک بن سفیان کی امارت میں قرطاء کی طرف ایک لشکر روانہ کیا ان کا آمنا سامنا ''زج'' کے مقام پر ہوا جو نجد کی ایک بستی ہے ضحاک نے انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا فریقین میں جنگ ہوئی مسلمانوں نے ان کو شکست فاش دی اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ (ضیاء النبی) (ربیع الاول 9 ہجری)

236۔ یہ سریہ ماہ ربیع الثانی 9 ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ حبشہ کے چند باشندے جدہ کے سامنے اکٹھے ہو گئے ہیں یوں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اہل جدہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے علقمہ بن مجرز کی قیادت میں تین سو مجاہدین کا دستہ ان حبشیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ حبشیوں نے ڈر کر سمندر میں چھلانگیں لگا کر ایک جزیرے میں پناہ لی۔ لشکرِ اسلام نے بھی سمندر پار کر لیا اور جزیرے میں پہنچ گئے دشمن وہاں سے بھی بھاگ گیا۔

237 رسول اکرم ﷺ نے ماہ ربیع الثانی سنہ 9 ہجری میں سیدنا علی المرتضی کو ڈیڑھ سو مجاہدین کے دستہ کا سالار بنا کر بھیجا تاکہ بنی طے قبیلے کے بت کو جس کا نام فلس تھا، جا کر پاش پاش کر دیں اور اس کے استھان کو پیوند خاک کر دیں۔ ڈیڑھ سو مجاہدین کی سواری کے لیے سرکار دو عالم ﷺ نے ایک سو اونٹ اور پچاس گھوڑے مہیا فرمائے۔ بنی طے قبیلہ کا سردار حاتم طائی کا بیٹا عدی تھا وہ شام کی طرف بھاگ گیا مجاہدین نے قبیلہ پر حملہ کیا ان کے بت فلس کو پاش پاش کر دیا اور اس کے استھان کو پیوند خاک کر دیا۔ بہت سے جنگی قیدی اور دیگر سامان پر قبضہ کر لیا۔

بنی طے کے معبود فلس کو منہدم کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

سریہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ (238)

غدرہ اور بلی قبائل کے علاقہ خباب کی طرف روانہ کیا گیا۔

غزوۂ تبوک (239)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج۔(240)

سریہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (241)

238۔ 9 ہجری ماہ ربیع الاخر میں یہ مہم پیش آئی۔

239۔ یہ غزوہ 9 ہجری کو پیش آیا اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ایک رومیوں نے بہت سے لشکر اور عساکر جمع کر رکھے ہیں تاکہ اہل اسلام پر چڑھائی کریں۔ ہرقل نے اپنے سپاہیوں کو سال کا پیشگی خرچہ مہیا کر دیا ہے۔ جزام، لخم، عاملہ اور غسان قبائل بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اگلے دستے مقام بلقاء تک بھیج دیئے ہیں

نبی کریم ﷺ نے رومیوں کے خلاف جنگ کے لیے تمام اہل اسلام کو دعوت دی۔ کچھ مسلمانوں کے پاس سواریاں نہیں تھیں اور کچھ نے اپنے اعذار کی بناء پر معذرت کر لی۔ سرکار دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ پر محمد بن مسلمہ کو خلیفہ بنایا اور تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر تبوک کی طرف چل پڑے آپ کے ساتھ دس ہزار اونٹ اور گھوڑے وغیرہ تھے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور اس کے ساتھی شامل نہ ہوئے۔ مخلص اہل ایمان میں سے تین حضرات ساتھ نہ جا سکے بیس دن آپ ﷺ نے وہاں قیام فرمایا اور جنگ کیے بغیر واپس تشریف لائے۔ (الوفاء لابن الجوزی)

240۔ سنہ 9 ہجری میں سرکار دو عالم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس رمضان المبارک میں مدینہ طیبہ پہنچے ماہ رمضان کے بقیہ دن شوال اور ذی قعدہ کے مہینے حضور نے مدینہ طیبہ میں بسر کیے۔ ماہ ذی الحج میں حجاج کا ایک قافلہ روانہ ہوا جو تین سو افراد پر مشتمل تھا۔ اور اس کا امیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے قربانی کے لیے بیس اونٹ عطا فرمائے اور ان کے گلے میں جو قلادے ڈالے گئے تھے وہ حضور نے خود تیار کرائے اور اپنے دست مبارک سے ان اونٹوں کے گلے میں ڈالے۔

قافلہ کی روانگی کے بعد سورۃ برات نازل ہوئی سرکار نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو اپنی ذاتی اونٹنی عنایت فرما کے بھیجا اور فرمایا کہ جب لوگ میدان عرفات میں جمع ہو جائیں تو اس وقت یہ سورۃ ان کو پڑھ کر سنائیں۔ حضرت علی کی ملاقات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرج کے مقام پر ہوئی۔ اس کے بعد برہنہ حج پر پابندی لگا دی گئی اور کفار سے معاہدے ختم کر دیئے گئے۔

241۔ ماہ ربیع الاوّل سنہ 10 ہجری میں سرکار دو عالم ﷺ نے خالد بن ولید کو چار سو مجاہدین کا سالار بنا کر بنو الحارث بن کعب کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا۔ حضرت خالد نے بڑی کامیابی سے اس علاقے کو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بنی عبدالمدان کی طرف نجران روانہ کیا گیا۔

سریہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (242)

یہ یمن کی طرف بھیجا گیا۔ ایک قول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو دفعہ یمن پر لشکر کشی فرمائی۔

حجۃ الوداع (243)

سریہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (244)

اہل ابنی کی طرف بھیجا گیا جو کوہ سراہ کے مقام بقاہ کے پاس تھے یہ لشکر مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر جمع ہوا۔ اسی اثناء میں رسول اکرم ﷺ بیمار ہوئے آپ کی یہ بیماری مرض

(بقیہ صفحہ گزشتہ) نور اسلام سے منور فرمایا۔ بعد ازاں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ان کے رؤسا کا ایک وفد مدینہ طیبہ گیا سرکار نے جن سے چند سوالات کیے اور قیس بن حسین کو امیر مقرر کیا۔ اس وفد کی ملاقات کے تقریباً چار ماہ بعد سرکار دو عالم ﷺ نے وصال فرمایا۔ (ماخوذ ضیاء النبی)

242۔ نبی کریم ﷺ نے ۱۰ ہجری ماہ رمضان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین سو سواروں کے ہمراہ یمن روانہ فرمایا۔ آپ نے یمن کی حدود میں داخل ہو کر شہسواروں کو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم فرمایا۔ ان ٹولیوں نے علاقے پر ہلہ بول دیا۔ ہر قسم کا مال غنیمت ان کے قبضے میں آ گیا۔ بہت سارے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

243۔ اس حج کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حجۃ الوداع، حجۃ التمام، حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام (ضیاء النبی)

10 ہجری میں سرکار دو عالم ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا جس کا اعلان کر دیا گیا۔ تمام ازواج مطہرات آپ کے ساتھ تھیں۔ حج کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اسی موقع پر قرآن مقدس کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ جس میں تکمیل دین کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد سرکار کا وصال ہو گیا۔ اس وجہ سے یہ حج آپ کا آخری حج ثابت ہوا۔ اسی نسبت سے اس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔

244۔ سنہ ۱۱ ہجری میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سالار لشکر بنا کر اہل ابنی کی طرف بھیجا گیا۔ یہ ایک شہر کا نام ہے جو بلقاء کے قرب میں ہے۔ یہ آخری فوجی مہم تھی جو سرکار نے بھیجی اور بدھ کو سرکار کو تکلیف شروع ہوئی شدید بخار اور سخت درد تھا۔ جمعرات کے روز حضور نے اسامہ کو دیئے جانے والا جھنڈا اپنے دست مبارک سے باندھا اور فرمایا۔

أغز بسم الله فی سبیل الله فقاتل من کفر بالله۔

اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلو اور جو اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان سے جنگ کرو۔

Marfat.com

الموت ثابت ہوئی۔ لشکر کو وہیں نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر ملی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی مہم پر روانہ ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے اہل ابنی پر چاروں اطراف سے حملہ کر دیا۔ اپنے والد کے قاتل کو قتل کر دیا اور جو قابو میں آئے انہیں قید کر لیا جب لشکر واپس مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مہاجرین وانصار کے ہمراہ لشکر کے صحیح وسالم واپس آنے کی خوشی میں ان کے استقبال کے لیے نکلے۔

غزوات کی کل تعداد ستائیس اور سرایا کی تعداد چھپن ہے۔ درج ذیل نو غزوات میں سرکار دو عالم ﷺ نے جنگ فرمائی۔

بدر، احد، مریسیع، خندق، قریظہ، خیبر، فتح حنین اور طائف۔

ابن سعد کا ارشاد ہے کہ غزوات کی اس تعداد پر ہمارا اتفاق ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ غزوہ بنی نضیر اور خیبر سے واپسی پر آپ نے غزوہ وادی القریٰ میں بھی جنگ فرمائی۔ اور غزوہ غابہ میں بھی قتال فرمایا۔

مؤذنین

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ (245)

یہ نبی کریم ﷺ کے پہلے موذن ہیں۔

حضرت عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (246)

یہ نابینا تھے۔

245۔ خدام النبی ﷺ کے باب میں ذکر گزر چکا ہے۔

246۔ عمرو بن ام مکتوم قریشی۔ بعض نے کہا کہ ان کا نام عبداللہ ہے بعض نے کہا عمرو ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام حصین تھا نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ نبی کریم ﷺ ان کو عام غزوات میں اپنا نائب بناتے۔ آپ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اہل سیر نے کہا کہ تیرہ مواقع پر سرکار ﷺ نے آپ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔ (الاصابہ 514/2)

حضرت ابومخذورہ جمحی رضی اللہ عنہ (247)

کاتبین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (248)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (249)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (250)

حضرت علی رضی اللہ عنہ (251)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (252)

یہ نبی کریم ﷺ کے پہلے کاتب ہیں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (253)

247۔ نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے ان کا نام اوس تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام سمرہ بن معیر تھا۔ ابن حزم کے نزدیک آپ کا نام ابومحذورہ سلمان بن سمرہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اذان سکھائی۔ ان کی اذان کا واقعہ مسلم شریف میں مذکور ہے۔ ابن الکلبی نے کہا ہے کہ ابومحذورہ نے ہجرت نہیں کی بلکہ اپنی وفات تک مکہ ہی میں مقیم رہے۔ (الاصحابہ 175/4)

248۔ ان کا ذکر خیر بعد میں آئے گا۔

249۔ رسول اللہ ﷺ کے خلفاء کے باب میں آپ کا تذکرہ ہوگا۔

250۔ رسول اللہ ﷺ کے خلفاء کے باب میں آپ کا ذکر خیر آئے گا۔

251۔ خلفاء کے باب میں آپ کا تذکرہ کیا جائے گا۔

252۔ ابی بن کعب الانصاری النجاری۔ آپ کی کنیت ابوالمنذر اور ابوالطفیل ہے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ مسروق نے آپ کو چھ اصحاب فتویٰ میں سے شمار کیا ہے اور واقدی نے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے پہلے کاتب ہیں آپ سے صحابہ میں سے عمر، ابوایوب، عبادہ بن صامت، سہل بن سعد ابوموسیٰ، ابن عباس ابوہریرۃ، انس سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ نے روایت کیا۔ آپ کی تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر کے نزدیک آپ کا وصال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا۔ (الاصحابہ 1/32-31)

253۔ آپ کی کنیت ابوسعید ہے بعض نے کہا عبدالرحمٰن ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے وقت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (254)

حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی رضی اللہ عنہ (255)

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ (256)

حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ (257)

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ (258)

سرکار دو عالم ﷺ کے مستقل کاتب حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک اور آدمی بھی آپ ﷺ کا کاتب تھا لیکن کسی فتنہ (259) میں مبتلا

ان کی عمر گیارہ سال تھی۔ جنگ بدر میں سرکار ﷺ نے چھوٹا سمجھ کر واپس کر دیا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے زمانے میں قرآن کی کتابت کی (اسد الغابہ 222/2)

254۔ بعثت نبوی کے وقت پانچ سال عمر تھی۔ چالیس سال حکومت کی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے والی رہے اسی سال عمر پائی۔

255۔ سیدنا حنظلہ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کی کنیت ابو ربعی تھی اور وہ حکیم اکتم بن صیفی تمیمی کے حقیقی بھائی تھے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے ''حضور ﷺ نے حضرت حنظلہ کو عہدہ کتابت پر مامور فرمایا تھا اور وہ دربار رسالت کی طرف سے حکمرانوں، رئیسوں اور دوسرے لوگوں کو بھیجے جانے والے خطوط قلمبند کیا کرتے تھے اسی لیے ''کاتب رسول اللہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے''۔

حضرت امیر معاویہ کے عہد حکومت میں وصال فرمایا۔ آپ سے آٹھ حدیثیں مروی ہیں۔

256۔ ان کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ عبد مناف پر سلسلہ نسب رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ حضرت خالد بن سعید اموی قریش کے ان گنے چنے لوگوں میں سے تھے جو بعثت نبوی کے وقت لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ زرقانی کا بیان ہے 9 ہجری میں بنو ثقیف کے وفد اور سرکار ﷺ کے درمیان معاہدہ کی کتابت انہوں کی مسند ابوداؤد میں ہے کہ حضور نے اہل یمن کو جو امان نامہ دیا وہ بھی حضرت خالد نے تحریر کیا۔

257۔ حضرت خالد بن سعید کے بھائی تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بحرین کا عامل مقرر فرمایا۔ سرکار کے وصال کی خبر سن کر واپس مدینہ طیبہ آ گئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اسی پیشکش کو قبول نہ کیا۔

258۔ حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بحرین کا والی بنایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وصال فرمایا ابن الکلبی نے کہا کہ علاء مستجاب الدعوات تھے۔ (اسد الغابہ 7/4)

ہوکر عیسائی ہوگیا۔

سر قلم کرنے والے

حضرت علی رضی اللہ عنہ (260)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (261)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (262)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ (263)

259۔عبداللہ المعروف ابن خطل (اس کا پہلا نام عبدالعزیٰ تھا) دوسرا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ یہ دونوں سرکار دو عالم ﷺ کے کاتب تھے پھر مرتد ہو گئے۔ اور آپ ﷺ پر الزام تراشی کی کہ وہ اپنی طرف سے قرآن بناتے ہیں اور ہم ان کے معاون و مددگار تھے۔ عبداللہ بن سعد نے فتح مکہ کے موقع پر توبہ کر لی مگر ابن خطل کی موت حالت ارتداد پر ہی آئی۔ (خاندان مصطفیٰ۔ اسد الغابہ 7/4)

260۔ آپ کے مختصر حالات زندگی خلفاء رسول ﷺ کے باب میں آئیں گے۔

261۔ حضرت زبیر بن عوام کو بارگاہ نبوت سے "حواری رسول" کا لقب ملا۔ سرور دو عالم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے ان کو جنت کی بشارت دی اس طرح وہ اصحاب عشرہ مبشرہ میں شمار ہوئے۔ ان کی جلالت قدر کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق انہیں ارکان دین میں سے ایک رکن قرار دیا کرتے۔ (الاصابہ)

ان کو سرکار سے کئی نسبتیں حاصل تھیں۔ حضور کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر ان کے عقد میں تھیں

قصی بن کلاب پر سلسلہ نسب نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

آپ اڑتیس احادیث طیبہ کے راوی ہیں۔ 36 ہجری میں شہادت پائی۔

262۔ حضرت ابوعبدالرحمٰن محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت نبوی کے بعد بدر، احد، خندق اور کئی دوسرے غزوات وسرایا میں شریک ہوئے۔ مشہور یہودی شاعر کعب بن اشرف کو آپ ہی نے قتل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں محکمۂ احتساب کے افسر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی جنگوں سے الگ تھلگ رہے۔ 42 ہجری میں اردن کے رہنے والے ایک بدبخت شامی کے ہاتھوں شہادت پائی۔ آپ سے چھ احادیث مروی ہیں۔

263۔ حضرت مقداد بن اسود کندی کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت عاصم بن ابی افلح رضی اللہ عنہ (264)

محافظین

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (265)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (266)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) مدینہ دونوں میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۳۳ ہجری میں وصال فرمایا۔

264۔ عاصم بن ثابت بن ابی الافلح انصار کے السابقون الاولون میں سے ہیں۔ (الاصابہ 235/2)

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ایک خوبصورت واقعہ نقل کیا کہ چشمہ رجیع کی جانب جانے والے دستے میں حضرت عاصم بن ابی افلح بھی شہید ہوئے۔ مکہ کی مشرکہ عورت سلافہ نے قسم کھا رکھی تھی کہ ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اس کے دو بیٹوں کو احد کے میدان میں قتل کیا تھا۔ دشمن کی دست برد سے بچانے کے لیے ان کی نعش مبارک کو دن کو بھڑوں نے حفاظت کی اور رات کو سیلاب ان کے جسدِ اطہر کو بہا لے گیا۔ (اسد الغابہ 73/3)

265۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں ایک عظیم سپہ سالار اور مدبر تھے۔ جب مدینہ طیبہ پر ہر وقت حملے کا خوف رہتا تو اس دور میں صحابہ کاشانہ نبوی کا پہرہ دیتے تھے ایک رات سرکار دو عالم ﷺ کی نیند اچاٹ ہوگئی اور پہرے پر کوئی آدمی نہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا کاش کوئی رجل صالح (نیک آدمی) آج پہرے پر ہوتا۔ اتنے میں ہتھیاروں کی جھنکار سنائی دی حضور نے پوچھا کون؟ جواب ملا یا رسول اللہ میں سعد ہوں فرمایا کس لیے آئے ہو عرض کیا میرے دل میں حضور ﷺ کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لیے پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ سرکار ﷺ نے یہ جواب سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے دعا دی اور استراحت فرما ہو گئے صحیح بخاری میں ہے کہ غزوہ احد میں جب لڑائی کے حالات بدل گئے تب بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور کے پہلو میں رہے۔ حضور ﷺ اپنے ترکش سے تیر نکال نکال کر دیتے تھے اور فرماتے تھے۔

یا سعد ارم فداك ابی وامی۔

اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعد کے سوا کسی اور کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی زبان سے ایسے الفاظ نہیں سنے۔ آپ سے دو سو پندرہ احادیث مروی ہیں۔ ان میں پندرہ متفق علیہ، پندرہ میں بخاری اور آٹھ میں مسلم منفرد ہیں۔

266۔ غزوہ بدر میں عریش نبوی پر پہرہ دیا۔ غزوہ احد، بدر اور خندق میں شریک ہوئے۔ غزوہ خندق میں ایک تیر سے زخمی ہوئے زخم درست ہونے کے بعد دوبارہ تازہ ہو گیا جس کی وجہ سے آپ کا وصال ہوا۔

Marfat.com

حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ (267)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ (268)

حضرت زکوان بن عبد قیس رضی اللہ عنہ (269)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ (270)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ (271)

267۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اکثر نبی کریم ﷺ کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد بنو عبدالاشہل میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسید بن حضیر اور عباد رضی اللہ عنہ بن بشیر کو جو درجہ حاصل ہوا کوئی دوسرا اس تک نہ پہنچ سکا۔

268۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا اصل نام خالد بن زید تھا لیکن انکی کنیت اتنی مشہور ہوگئی تھی کہ بہت کم لوگ ان کا اصل نام جانتے تھے۔ علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ ''اسد الغابہ'' میں بیان ہے کہ جس پر آشوب دور میں باغیوں نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کر رکھا تھا اور وہ نماز کے لیے باہر نہیں نکل سکتے تھے بعض اصحاب نے حضرت علی سے نماز پڑھانے کی استدعا کی تو آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ خالد بن زید سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ لوگوں نے پوچھا کون خالد بن زید؟ آپ نے فرمایا ''ابو ایوب'' اس دن لوگوں کو آپ کے اصلی نام کا پتہ چلا۔

ہجرت مدینہ کے موقع پر سرکار ﷺ کی اونٹنی ان کے دروازے پر آ کر بیٹھ گئی اور سرکار نے یہاں رہائش اختیار فرمائی اس لیے آپ میزبان رسول بھی بنے۔ ہجرت کے بعد ایک دفعہ رات بھر کا شانہ نبوی کا پہرہ دیا جس پر سرکار نے دعا فرمائی۔ ''اے ابو ایوب خدا تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے کہ تم نے اس کے نبی کی نگہبانی کی'' بدری صحابی تھے' آپ سے ایک سو پچاس احادیث مروی ہیں۔ قسطنطنیہ کی مہم میں وصال فرمایا تقریباً 80 سال عمر پائی۔

269۔ ان کا تعلق خزرج کے خاندان زریق سے تھا۔ بعثت نبوی سے قبل ہی توحید کے قائل ہو گئے تھے۔ علامہ ابن سعدؒ کا بیان ہے کہ بیعت عقبہ اولی سے پہلے آپ حضرت اسعد بن زرارہ کے ہمراہ مکہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ دونوں میں موجود تھے۔ غزوہ بدر میں شامل ہوئے بعد ازاں غزوہ احد میں مردانہ وار لڑتے ہوئے مقام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

270۔ مختصر حالات سابقہ صفحات پر گزر چکے ہیں۔

271۔ گذشتہ صفحات پر مختصر تذکرہ گزر چکا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (272)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ (273)

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ (274)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (275)

حضرت سائب بن عبید رضی اللہ عنہ (276)

272۔ آپ کی کنیت ابوالمساکین ہے۔ مساکین کے ساتھ اکثر رہنے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کنیت رکھی۔
(الاصابہ 179/4)

273۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں ۳ ہجری ماہ رمضان میں ولادت باسعادت ہوئی۔ حضرت انس کی روایت ہے آپ فرماتے ہیں'' کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی مشابہ نہیں تھا'' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ کے ایک کندھے پر حسن اور ایک کندھے پر حسین تھے آپ ایک مرتبہ اس کو چومتے اور پھر اس کو چومتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنے۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ الاصابہ 329-330/1 مختصر تذکرہ خلفاء رسول کے باب میں ہے۔

274۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ عہد رسالت میں کم سن تھے۔ اس لیے آپ کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے۔ ارباب سیر کا بیان ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے'' اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ'' یہ قثم وہ شخص ہیں کہ سب سے آخر میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آپ کی قبر اقدس میں اترنے والے لوگوں میں یہ بھی تھے اور یہ سب کے بعد نکلے تھے۔ والدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا اور والد حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں صحابی تھے۔

275۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے اور آپ کے رضاعی بھائی تھے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ ابن مبارک کا قول ہے کہ ان کا نام مغیرہ ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام کنیتہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور سرکار کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ حضرت عمر کی خلافت میں وصال فرمایا۔ سب سے پہلے بیعت رضوان کی۔ (الاصابہ 90-91/4)

276۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جداعلیٰ ہیں۔ غزوہ بدر میں اسلام قبول کیا۔ مشرکین کے ساتھ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت مسلم بن معتب رضی اللہ عنہ

حضرت کابس بن ربیعہ بن مالک سامی رضی اللہ عنہ

یہ بصرہ کے رہائشی تھے اور بنی سامہ لوی سے تھے ان کے پاس حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ گئے ان کی آنکھوں کے درمیان لولہ دیا اور ایک جاگیر عنایت فرمائی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب انہیں دیکھتے تو رو پڑتے تھے۔

وصال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سر درد شروع ہوا۔ پھر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس مرض نے شدت اختیار کرلی۔ امہات المومنین رضی اللہ عنھن سے اجازت مانگی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ کی تیمارداری کی جائے سب نے اجازت دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ دن بیمار رہے۔ ایک روایت کے مطابق مرض مدت چودہ دن ہے۔

ابن حبیب ہاشمی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت کے دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سترہ نمازیں پڑھائیں۔ ایک روایت کے مطابق تین دن تک انہوں نے امامت فرمائی۔

وصال سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا کہ چاہئیں تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں اور چاہیں تو دنیا میں رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو اختیار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک سوموار کے دن چاشت کے وقت یکم ربیع الاول کو ہوا۔ ایک قول کے مطابق 12 ربیع الاول کو وصال ہوا۔ یہی آخری قول زیادہ صحیح ہے۔ دفن کے وقت کے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بنی ہاشم کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے پھر قید ہوئے فدیہ ادا کیا اور اس کے بعد اسلام قبول کرلیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (الاصابہ 11/2)

Marfat.com

بارے میں تین اقوال ہیں۔

بدھ نصف شب۔ منگل کی شب۔ منگل کا دن

پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

مسلمانوں نے فرداً فرداً کسی کی امامت کے بغیر آپ ﷺ پر نماز پڑھی۔ وصال والی جگہ میں ہی آپ کو دفن کیا گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ آپ ﷺ کی ولادت، بعثت، ہجرت مکہ مکرمہ سے، داخلہ مدینہ طیبہ میں اور وصال مبارک کا دن سوموار ہے۔

غسل مبارک کے شرکاء

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت صالح جن کا اسم گرامی شقران تھا

نبی کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ایک روایت کے مطابق حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔

حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ عنہما ان کے ساتھ شریک تھے۔ حضرت اسامہ اور حضرت صالح رضی اللہ عنہما نے پانی ڈالا۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے مگر غسل میں شریک نہ تھے۔ ایک قول کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ دروازہ پر تھے۔

قبر انور میں اتارنے والے

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت فضل رضی اللہ عنہ

حضرت صالح رضی اللہ عنہ

ایک روایت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت اوس بن خوبی رضی اللہ عنہ کے اسماء بھی ہیں۔

ایک اور روایت میں حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام موجود ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی انگوٹھی قبر انور میں گر گئی تو آپ قبر انور میں اترے اس اعتبار سے نبی کریم ﷺ کا دیدار کرنے والے آپ آخری شخص ہیں ایک قول اس طرح بھی ہے کہ انگوٹھی باہر لانے کے لیے قبر انور میں اترنے والے حضرت قثم رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمر مبارک

بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب چالیس سال ہوئی تو آپ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہوا۔ بعدازاں آپ کا قیام مکہ پاک میں تیرہ سال رہا اور دس سال مدینہ پاک میں۔ بوقت وصال آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت امیر معاویہ، حضرت ابن مسیب اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہم سے یوں ہی مروی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ کا

وصال 60 سال کی عمر میں ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا وصال مبارک سال کے آخر میں ہوا۔

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بھی یوں ہی مروی ہے۔ روایت اول زیادہ صحیح ہے۔

نبی کریم ﷺ کے خلفاء

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ رسول کریم ﷺ کے وصال کے روز سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کی بیعت کی گئی۔ دوبارہ بیعت عامہ اگلے دن یعنی منگل کو ہوئی۔ یہ واقع ربیع الاول ۱۱ھ کا ہے۔

آپ کا وصال سوموار کے دن 22 جمادی الاخری 13ھ کو ہوا۔

آپ کی خلافت کی مدت دس دن کم دو سال اور چار ماہ ہے۔

ایک قول کی رو سے آپ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ اور نو دن ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اسم گرامی عمر بن خطاب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صراحت کی وجہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے دن آپ کی بیعت ہوئی۔ پھر 26 ذی الحجہ 23ھ کو آپ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ آپ کی خلافت کا زمانہ دس سال چھ ماہ اور چار دن ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کو خلیفہ بنایا گیا۔ ایک قول کے مطابق محرم کی پہلی اور دوسرے قول کے مطابق محرم کی چار 24ھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی

شہادت کے تیسرے دن آپ کی بیعت کی گئی۔ 8 ذی الحجہ 35ھ بروز جمعۃ المبارک آپ نے شہادت پائی۔ خلافت کی مدت گیارہ سال گیارہ ماہ اور کچھ دن ہے۔ بقول ابو معشر مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آپ کی شہادت 40ھ میں رمضان المبارک میں ہوئی۔ خلافت کی مدت چار سال نو ماہ اور کچھ دن ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سات ماہ گیارہ دن اور بعض کے نزدیک چار ماہ خلیفہ رہے۔ پھر مسلمانوں کا خون بہانا ناپسند فرما کر خلافت سے دستبردار ہو گئے اور 40ھ جمادی الاولیٰ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ